The Leading Urdu Daily News Paper of Jharkhand

روزنامہ الحیات
رونامہ الحیات
No.1
غیر جانب دار
URDU DAILY ROZNAMA AL HAYAT RANCHI

E-Paper
www.alhayatindia.com
E-mail- alhayatrnc@gmail.com
RNI No- JHAURD/2011/40876
Facebook- Roznama Al hayat
Postal Regd- RN/250/2020-22
0651-2225739
9006814444/ 8409804444

Ranchi: Vol. No. 12 Issue No.26 Date : 26-01-2022 Wednesday, Morning Edition ₹ 1/- قیمت 22/جمادی الآخر 1443ھ بدھ 26/جنوری 2022 رانچی جلد 12 شمارہ: 26

جشن یوم جمہوریہ مبارک

تمام قارئین کرام مشہرین حضرات اور بہی خواہان کو 73 ویں یوم جمہوریہ کی دلی مبارکباد اور نیک خواہشات۔

اعلان تعطیل

یوم جمہوریہ کے جشن کے موقع پر 26/جنوری 2022 کو دفتر روزنامہ الحیات میں تعطیل رہے گی۔ لہذا اخبار کا آئندہ شمارہ 28/جنوری بروز جمعہ کو منظر عام پر آئے گا۔

(ادارہ)

ہندوستانی معیشت وبائی امراض کے بعد رفتار پکڑ رہی ہے: کووند

نئی دہلی، 25 جنوری (یو این آئی) صدر رام ناتھ کووند نے منگل کو کہا کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی کوششوں اور پالیسی اقدامات کی وجہ سے ہندوستانی معیشت کووڈ-19 کی وبا کے جھٹکے سے ابھرتے ہوئے رفتار پکڑ چکی ہے اور ہندوستانی معیشت کی موجودہ مالی سال میں شرح نمو مثبت رہے گی وہیں مرکزی حکومت تمام شعبوں میں مسلسل بہتری لانے اور ضرورت کے مطابق امداد فراہم کرنے کے لیے سرگرم ہے۔ 73 ویں یوم جمہوریہ کے موقع پر ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر قوم سے اپنے خطاب میں مسٹر کووند نے عوام سے اپیل کی کہ وہ کووڈ-19 انفیکشن سے نپٹنے کے لیے پوری احتیاط برتیں، یہ کہتے ہوئے کہ یہ بحران ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے کووڈ-19 کی ویکسین تیار کرنے سے لے کر اس عالمی وبائی مرض سے نمٹنے میں ہندوستان کی کوششوں کی تعریف کی۔ صدر نے کہا کہ "خطرناک وبا کے بحران کی اس گھڑی میں ہم نے دیکھا ہے کہ ہم تمام ہم وطن کس طرح ایک خاندان کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹروں، نرسوں اور طبی عملے نے مشکل حالات میں طویل گھنٹوں تک کام کر کے، بیماں تک کہ مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر انسانیت کی خدمت کی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ ضروری سہولیات

پرکشش وعدوں پر سپریم کورٹ کا مرکز اور الیکشن کمیشن کو نوٹس

نئی دہلی، 25 جنوری (یو این آئی) سپریم کورٹ نے سیاسی جماعتوں کے انتخابات کے دوران مبینہ طور پر ناقابل عمل وعدے کرنے کے معاملے میں مرکزی حکومت اور الیکشن کمیشن کمشنل کے روز نوٹس جاری کر کے جواب طلب کیا۔ چیف جسٹس این۔ وی رمن کی سربراہی والی بنچ نے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے رہنما اور وکیل اشونی کمار اپادھیائے کی ایک مفاد عامہ کی عرضی پر سماعت کرتے ہوئے نوٹس جاری کیا۔ چیف جسٹس نے درخواست گزار کے وکیل وکاس سنگھ سے پوچھا کہ درخواست میں صرف دو سیاسی جماعتوں کا ہی کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ چیف جسٹس نے صرف پنجاب کا ذکر کرنے پر بھی سوالات کئے۔ مسٹر سنگھ نے بنچ کو بتایا کہ انتخابات کے وقت تمام سیاسی جماعتوں کی جانب سے پرکشش وعدے کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ناقابل عمل وعدوں کا بوجھ آخر کار عوام کو ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ انہوں نے اس عرضی کو اہم بتاتے ہوئے مرکز اور الیکشن کمیشن کو نوٹس جاری کرنے اور جلد سماعت کرنے کی گزارش کی جسے سپریم کورٹ نے قبول کر لیا۔

سی بی آئی کے 26 افسروں، اہلکاروں کو یوم جمہوریہ ایوارڈ

نئی دہلی، 25 جنوری (یو این آئی) صدر جمہوریہ نے یوم جمہوریہ 2022 کے موقع پر مرکزی تفتیشی ایجنسی (سی بی آئی) کے کل 29 افسران اور اہلکاروں کو پریزیڈنٹ پولیس میڈل اور پولیس میڈل پیش عطا کئے۔ سی بی آئی کی ایک ریلیز کے مطابق چھ افسران/ اہلکاروں کو ممتاز خدمات کے لیے پریزیڈنٹ پولیس میڈل اور 23 دیگر افسران/ اہلکاروں کو قابل ستائش خدمات کے لیے پولیس میڈل سے نوازا گیا ہے۔

آر پی این سنگھ نے چھوڑا کانگریس کا ساتھ، بی جے پی میں شامل

نئی دہلی، 25 جنوری (یو این آئی) سابق مرکزی وزیر اور کانگریس کے سینئر لیڈر آر پی این سنگھ آج کانگریس کا ساتھ چھوڑ کر بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کا دامن تھام لیا۔

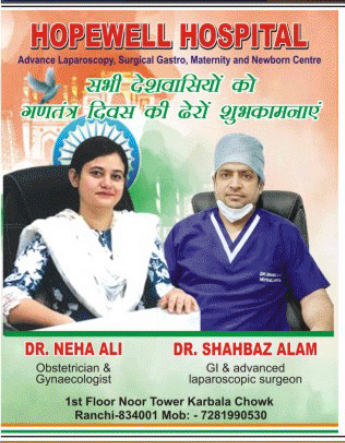

PR-262473(IPRD)2021-22 सूचना एवं जनसंपर्क विभाग, झारखण्ड सरकार

یوم جمہوریہ تحفظ جمہوریت کا پیغام دیتا ہے!

از قلم: مجاہد عالم ندوی
استاذ: ناصر انٹرنیشنل اسکول محمد پور شاہ گنج، پٹنہ
رابطہ: 9508349041

یوم جمہوریہ ملک ہندوستان کی ایک قومی تعطیل ہے، جسے ملک بھر میں بڑے دھوم دھام، شان وشوکت اور جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے، کیونکہ آج کا دن وہ دن ہے، جب کہ ہمارا ملک ایک جمہوری ملک بنا، جمہوریت کا معنی ہوتا ہے، ایسی حکومت جو عوام کے لیے ہو، عوام کے ذریعے ہو، اور عوام کے لیے ہو، اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمارے ملک کا قانون ہمارے ملک کا آئین بھی آج ہی کے دن نافذ ہوا تھا۔

کیونکہ ہمارے ملک کو آزاد کرانے کے لیے خصوصاً علماء کرام اور عموماً تمام مذاہب کے لوگوں نے ملک کی آزادی کی لڑائی لڑیں، اور پندرہ اگست 1947 عیسوی کو ہمارا ملک آزاد ہوا۔

لہذا! ملک کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے ایک دستور، ایک آئین ضروری تھا، کیونکہ یہاں پر مختلف مذاہب کے ماننے والے اور مختلف قبیلے وخاندان سے تعلق رکھنے والے، اور مختلف ذات کے جاننے والے اور ماننے والے لوگ رہتے ہیں۔

اس لیے ہمارے علماء کرام کی رہنمائی وقیادت اور ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی صدارت میں دو سال گیارہ مہینے اٹھارہ دن میں ہمارے ملک کا آئین تیار کروایا گیا، اور 26 جنوری 1950 عیسوی کو اسے نافذ کر دیا گیا۔

ہمارے آئین میں انسانی حقوق کے تحفظ کی مختلف دفعات کے باوجود بڑے پیمانے پہ وطن عزیز میں انسان کے بنیادی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے، کہیں بولنے پہ پابندی ہے، کہیں کھانے اور لباس پر پابندی ہے، کبھی یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا ہوا کھڑا کیا جا رہا ہے، تو کبھی مسلمانوں سے ان کی مذہبی آزادی سلب کرنے کی ناپاک کوشش ہو رہی ہے، غرض وطن عزیز میں افلیتوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کا تحفظ ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔

کہیں بھی جمہوری نظام کی کامیابی اور خوبصورتی کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ اس کے سائے میں سانس لینے والے شہریوں کے ساتھ عدل وانصاف اور برابری ومساوات کا معاملہ کیا جائے، امن وسکون کا ماحول ہو، اصول وقوانین کی بنیاد پر گھرانی ہو، اور تمام ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے دینی شعائر اور اصول وعقائد کی روشنی میں زندگی گزارنے کی آزادی ہو، مذہبی آزادی میں مخوتیں دخل انداز نہ ہوں، اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کا جذبہ ہر حکومت کے پیش نظر ہو۔

ہمارا ملک ہندوستان جو دنیا کا سب سے عظیم جمہوری ملک ہے، اس کا دستور اپنے ہر شہری کو مذہبی آزادی اور تمام طبقات کو یکساں حقوق ومواقع کی ضمانت فراہم کرتا ہے، دستور ہند میں مذہبی اقلیات کے لیے خاص رعایتیں بھی دی گئی ہیں، جن کی حفاظت اور یقین دہانی حکومت وقت کی ذمہ داری اور فرض منصبی ہے۔ مگر افسوس یہاں وقفاً وقفاً امن وشانتی کو برباد کرنے اور فرقہ واریت کو بڑھاوا دینے کی سازشیں بھی ہوتی رہتی ہیں، اس وقت ہند وستان میں تشدد پسند طاقتوں کا بول بالا ہے، گزشتہ چار پانچ برسوں میں ملک نے جو سیاہ دن دیکھے ہیں، وہ ہندوستانی عوام بھی نہیں بھلا پائے گی۔

چونکہ لاکھ نافرت کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے، مذہب کے نام پر سیاست کی جا رہی ہے، بلکہ مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ حکمران جماعت نے اپنے دور اقتدار میں سیاست کی اخلاقی قدریں اور اس کا معنی ومفہوم ہی بدل ڈالا ہے۔

سماجی تجزیہ نگاروں، سیاسی دانشوروں اور قومی ودینی الاقوامی ادارہ کا ماننا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں شہریت قانون، این آر سی، اور این پی آر کے خلاف ملک متحد ہو چکا ہے، بالآخر اتحاد مذہب وملت سبھی مذاہب کی جانب سے سی اے اے اور این آر سی کی مخالفت کی جاری ہے۔

سی اے اے مسلم قوم کے خلاف اس لیے ہے کیونکہ یہ قوم مذہبی تفریق کے لیے صرف مسلمانوں کو ذمہ دار ٹھہراتی ہے، یہ قوم دوسروں کو مذہبی تفریق کا ذمہ دار نہیں سمجھتی ہے، جب کہ مودی حکومت کے سارے میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی شناخت کی وجہ سے آئے دن نفرت کا شکار بنایا جاتا ہے۔

آزاد ہندوستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے سیکولر انڈیا کو بچانے کے لیے آئین کو زندہ وجاوید رکھنے کے لیے ہم سب کو سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف مہم میں شامل ہونا پڑے گا۔ چونکہ یہ قانون ملک کی امن وسلامتی اور قومی یکجہتی کو توڑنے کی سازش ہے، ہم اس کالے قانون کو واپس کرانے کے لیے انتھک کوشش کریں گے، جب تک یہ قانون واپس نہیں ہوگا، اس وقت تک ہم احتجاجی مظاہرے کرتے رہیں گے۔

ملک کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ مہنگائی آسمان چھو رہی ہے، جی ایس ٹی، نوٹ بندی پھر لاک ڈاؤن کے تاجروں کی کمر توڑ ڈالی ہے، کسان احتجاج و خودکشی کرنے پر مجبور ہیں، نوجوان بے روزگاری کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اس کے باوجود زور وشور کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ملک ترقی کی طرف رواں دواں ہے، اگر اسی کا نام ترقی ہے تو پھر اس ترقی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

آخیر میں مجھے دستور ساز کمیٹی کے سربراہ، معروف ومشہور لیڈر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی وہ بات یاد آرہی ہے، جو انہوں نے آئین ساز اسمبلی میں آئین کا مسودہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ "دنیا کا کوئی بھی قانون کامل نہیں ہو سکتا، اس کو موثر اور قابل استعداد بنانا، روبہ عمل لانے والے افراد اور اداروں کی نیت پر منحصر ہے، اسی تقریر میں انہوں نے مزید کہا تھا کہ ایک اچھے سے اچھا آئین بھی اگر نااہل اور بے ایمان کے ہاتھ لگ جائے تو بد سے بدتر ثابت ہو سکتا ہے، لیکن اس کو چلانے والے اداروں کے ذمہ دار اگر نیک دل اور بامروت ہوں تو خراب سے خراب تر آئین بھی اچھا ثابت ہو سکتا ہے"۔

اس وقت کچھ یہی صورت حال ہے، حکومت چلانے والے بے مروت، بد باطن اور آئین دشمن ہیں، ان کی چالوں سے واقف ہونا، ان کی خراب ذہنیت کو سمجھنا اور جمہوریت کے اصولوں کی حفاظت اور دستور کے تحفظ کے لیے کمر بستہ ہونا ضروری ہے، اور یہ ہر شہری کی اہم تر ین ذمہ داری ہے، اس کا تعلق کسی ایک مذہب سے نہیں ہے، بلکہ ملک اور اس کے تمام باشندگان سے ہے، ملک اور اس کا دستور زبان حال سے ہر شہری کو اس کی حفاظت کے لیے آواز دے رہا ہے۔

موجودہ حالات میں ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ وہ متحد ہو کر ایک آواز، اور ایک طاقت بن کر دستور بچانے کے لیے آگے آئیں، نگراں ظالم ہیں اور ہم مظلوم ہیں، اگر ان کے پاس اقتدار ہے تو ہمارے پاس اتحاد ہے، ان کے پاس طاقت ہے تو ہمارے پاس ہمت ہے، اور اگر ان کے پاس لاٹھی ہے تو ہمارے پاس وطن کی محبت میں دھڑکتا دل ہے۔

یوم جمہوریہ ہر سال آتا ہے اور تحفظ جمہوریت کا پیغام دیتا ہے، اور جمہوریت کے تحفظ کے عہد کی تجدید کراتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر جمہوریت محفوظ ہے تو پھر جشن یوم جمہوریہ یہ میرا اور تمہارا حق ہے، اگر جمہوریت خطرہ میں ہے تو پھر جشن یوم جمہوریہ منانا کسی مذاق سے کم نہیں ہے، اس لیے یوم جمہوریہ کے موقع پر ہر شہری کو دستور کی حفاظت اور جمہوریت کی بقا کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کا عہد کرنا چاہیے، اور یاد رکھنا چاہیے کہ پہلے ہم نے آزادی کے لیے لڑائی لڑی تھی، اور اب دستور بچانے کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔

اللہ رب العزت ملک ہندوستان میں امن وسکون اور مسلمانوں کی حفاظت فرما۔

آمین ثم آمین یارب العالمین

یومِ جمہوریہ اور جسمانی ورزش

تحریر: محمد حیدر رضا: نگور
رابطہ: 9886402786
امام مسجد اللہ ﷻ خطیب مسجد رحمتیہ میسور وڈبدیہ قبرستان

وطن عزیز ملک ہندوستان میں ہر سال ۲۶ جنوری کو بلا ناغہ یاد تفریح ومنت بڑے تزک واحتشام کے ساتھ یوم جمہوریہ Republic Day مناتے ہیں اور پورے ملک کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے اور آئین ہند کے تحفظ وحفاظت کی ذمہ داری لی جاتی ہے جمہوریت آزادی کو یاد کیا جاتا ہے، یہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم باب اس لئے ہے کہ برطانیہ تسلط سے آزادی ہندوستان کی عوام نے طویل جدوجہد کے بعد حاصل کی تھی، ہندوستان انگریزوں کے غلام وستم وجبار اور پالیسیوں اور غلامی کی زنجیروں سے 15 اگست 1947 کو آزاد ہوا، سب سے اول جنگ آزادی ہی کے بعد ہندوستان کو چلانے کے لئے ہر ایک قوم کے حقوق طے کئے ملک کا آئین بنایا گیا اس لئے ہم جنگ آزادی کے شہیدوں کی شہادت کو بھولیں گے نہ آئین ساز کے بنائے ہوئے آئین کو بھولیں گے، جس ملک میں ہم رہتے ہیں اس ملک میں ہزاروں شہیدوں کی شہادت ہوئی ہے، ہند کی زمین ہزاروں شہیدوں کے خون کو اپنے دامن میں لی ہے اس لئے ہم ابتدائے جنگ آزادی سے لے کر ۱۵ اگست ۲۶ جنوری تک کے اہم تاریخی واقعات کو یاد کرتے ہیں۔

انگریزوں کا تسلط پورے ہندوستان پر ہو گیا، ہندوستان کی آزادی کے لئے ہر قوم جدوجہد میں لگی تھی مگر سب سے پہلے پہل کون قوم کا، اس وقت سب سے پہلے قائد جنگ آزادی حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی نے جامع مسجد دلی سے انگریزوں کے خلاف جہاد کی آواز بلند کی علماء نے فرضیت جہاد پر فتویٰ لیا تو دلی کے ۳۳ علماء حق نے دستخط ثبت کئے جس کے نتیجے میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی رونما ہوئی، جسے انگریزوں نے غدر کہا کہ اس لڑائی کا ثبوت پیش کیا ہزاروں کی تعداد میں علماء شہید کئے گئے لاکھوں مجاہدین سولی پر لٹکائے گئے جب ہمارا ملک آزاد ہوا، ہندوستان آزاد ہوا نوے سال کی طول مسافت طے کرتے ہوئے کاروان آزادی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کا مقدر جاگ گیا ہندوستانی وقت کے مطابق تحیک بارہ بجے آل انڈیا ریڈیو سے ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہوا، پھر ہندوستان کو چلانے کے لئے 26 جنوری 1950 کو قانون نافذ کیا گیا، اس قانون کے بعد ہندوستان میں جمہوری طرز کا آغاز ہوا، 26 جنوری 2022 کے دن ہندوستان میں 75 واں یوم جمہوریہ کے نام سے جس طرح پانچ اور یونیورسٹیوں اور مختلف جگہوں پر تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے اسی طرح مدارس اسلامیہ اور مکتب مساجد کے احاطے میں بھی جوش وخروش کے ساتھ پرچم کشائی کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم اپنے ملک سے بے انتہا محبت کرتے ہیں، جب جب ملک کے لئے جیسے جیسے ضرورت پڑی ویسے ویسے ہم اپنے وطن دین سے پیش پیش رہ کر اپنے وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں جس کی بے شمار نشانیاں وطن عزیز میں موجود ہیں، ہم ملک میں ہم نے خواجہ کے ہندوستان میں رہنا پسند کیا پاکستان نہیں گئے ہمیں اس مٹی سے محبت ہے جس میں ہمارے آباواجداد کی نشانیاں موجود ہیں ہندوستان میں حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے ہندوستان سے محبت کی بو آتی ہے، اس لئے بھی ہم اپنے وطن سے محبت کرتے ہیں ہندوستان ایک سکولر ملک ہے یہاں سب کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے کا مکمل حق ہے بھارت کا آئین دفعہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ میں موجود ہے سب برابر کے حصہ دار ہیں ہم سب شہیدانے جنگ آزادی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جن کی قربانیوں سے آج ہم آزاد ہیں اور بھارت کو آئین ملا آئی آئین کے مطابق ملک چلایا جاتا ہے۔

جسمانی ورزش یا پرستش

اسلام جسمانی ورزش کرنے سے منع نہیں کرتا پوری دنیا میں انسان اپنے آپ کو مکمل تندرست صحت مند رکھنے کے لئے روزانہ ورزش کرتا ہے اور ورزش انسانی صحت کے لئے مفید و فائدہ مند ہے اور نماز میں اللہ کی عبادت بھی ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ جسمانی ورزش بھی ہوتی ہے برادران اسلام روزانہ نماز پنجگانہ میں حاضر ہو کر بھی قیام کی حالت میں، کبھی رکوع کی حالت میں کبھی سجدے کی حالت میں کبھی تشہد کی حالت میں رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے یہ بہترین ورزش ہے ہمیں ورزش کو کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عبادت کے الفاظ سمجھ کر رسوت وتاج چاند و سورج وغیرہ ناطوقات خدائی عبادت کرنا اس کے لئے سجدہ کرنا یہ پیش کرنا شرک اکبر صفات یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا یہ شرک ہے اور سورہ لقمان آیت نمبر ۱۳ پارہ ۲۱ میں اللہ پاک نے کہا۔ یاد کرو جب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ اور جو اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرتا ہے تو اللہ پاک قرآن مجید پارہ ۵ آیت نمبر ۴۸ سورہ نساء میں فرمایا ہے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا اور مسلمان پہلے ہی یہ اقرار کر چکا ہے کہ ایمان لایا میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر قیامت کے دن پر تقدیر پر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر مومن کے لئے ایمان ہی سب سے بڑی دولت ہے اگر ایمان ہی چلا گیا تو کوئی عبادت و ریاضت کام آتے دل نہیں ہے اس لئے مسلمان اپنے اور اپنی اولاد اور دوست واحباب کے ایمان کی حفاظت کی کوشش کریں اہل وطن کو 75 واں یوم جمہوریہ مبارک ہو

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہیں۔ ہندوستان ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا
(ڈاکٹر اقبال)

جمہوریت کی لاش

نیاز جیہ اچھوری
موبائل: 9935751213

عداوت، بغض ونفرت کی جو آندھی رُک نہیں پاتی
اسی آندھی نے خاک وخون کے منظر دکھائے ہیں
گلی کوچوں میں بہتا خون زخمی لوگ اور لاشیں
اسی آندھی نے یہ سب اور چلتے گھر دکھائے ہیں
کہیں فرقہ پرستوں نے کیا ہے قتل لوگوں کو
کہیں زندہ بلا ڈالا انہوں نے بے گناہوں کو
کہیں معصوم بچے ہو گئے چھلنی کہیں زخمی
یقیناً موت تڑپی ہوگی سن کر ان کی آہوں کو
کسی کی مانگ اجڑی ہے کسی کی گود اجڑی ہے
کوئی سارا اثاثہ زندگی کا کھو کے بیٹھا ہے
کسی کے چہرے پر تیرانی آنکھوں سے یہ ظاہر ہے
کہ یہ سارا اُجالا زندگی کا کھو کے بیٹھا ہے
پس دیوارِ مذہب میں سیاسی بھیڑیے بیٹھے
چھپا کر اصل چہرہ دھرم کا جو کام کرتے ہیں
نہ انکو بابری مسجد نہ مندر رام کا پیارا
عروسِ ہند کی عظمت کو جو نیلام کرتے ہیں
بہاروں آنیں بھرتی، ہاتھ ملتی لوٹ جاتی ہیں
چمن میں قومی یکجہتی کے خیمہ زن خزاؤں میں
بکھرتے جا رہیں پال و پر سونے کی چڑیا کے یہ
نہ جانے اس کو لگتی جاتی کس کی سونے پر دعائیں ہیں
تقاضا وقت اور حالات کا ہے جو اُسے سمجھو
سنو! اے پیکر سے پیارے وطن والو چلو آؤ
نہ بیٹھو موند کر آنکھوں کو، دیکھو اور بڑھو آگے
محافظ دیش اور قانون کے نقشے چلے جاؤ
چڑھا کر دھرم کو لوگوں نے سولی پر سیاست کی
اخوت، دوستی، انسانیت سب کچھ کچل ڈالا
دلوں کے بیچ اب یہ فاصلے بڑھتے ہی جاتے ہیں
کہ ان موقع پرستوں نے مزاجوں کو بدل ڈالا
کیا زہر خیز جس دھرتی کو خوں دے کر شہیدوں نے
اسے کچھ ذہن و دل کے کالوں نے بنجر بنا ڈالا
وطن اپنا مثالی تھا کبھی جو سارے عالم میں
اسے کچھ سر پھروں نے بد سے بھی بد تر بنا ڈالا
ہر اک چوراہے پر جمہوریت کی لاش لگی ہے
درِ انصاف پر قانون کا پتلا مسلط ہے
جہاں سب نغمے گاتے تھے، جہاں تھیں رونقیں کل تک
نیاز آج ان گلی کوچوں میں سناٹا مسلط ہے

باقی رہے ہمیشہ جمہوریت ہندوستان کی!

جاوید اختر بھارتی
(سابق سکریٹری یوپی بنکر یونین)
محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی
موبائل: 8299579972

یہ حقیقت ہے کہ علماء کرام کی بدولت ہی بھارت انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا ہے اور آج بھی مدارس میں ملک سے وفاداری کی تعلیم دی جاتی ہے امن وسلامتی کا پیغام دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ملک میں جب بھی کوئی مسئلہ درپیش آیا ہے تو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ملک کی حفاظت کی ہے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیا ہے اس لئے یہ تو مسلمانوں پر شک کی گنجائش ہے اور نہ ہی دینی مدارس پر انگلی اٹھانے کی گنجائش ہے آج جس طرح مرکزی و ریاستی حکومت نے نئے قوانین بنا رہی ہے اور احتجاج و مظاہرے کو طاقت کے استعمال کے ساتھ روک رہی ہے یہ جمہوریت کی شبیہ خراب کرنے کی کوشش ہے اس لیے کہ سیاسی پارٹیوں اور حکومت کے فیصلوں پر احتجاج و خیر مقدم دونوں کا اختیار ملک کے آئین نے دیا ہے اور آئین تب بنا ہے جب بھی مذاہب کے ماننے والوں کے ایک ساتھ ہوکر انگریز جیسی ظالم قوموں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ہندوستان کو ان کی زنجیروں سے آزاد کرایا اسی اختیارات کی بنیاد پر شہریت ترمیمی قانون کی بھی پورے ملک میں مخالفت ہو رہی تھی اور احتجاج و مظاہرہ ہو رہا تھا اور ناانصافی کے خلاف احتجاج یہ جمہوریت کی شان ہے۔

آج کچھ فرقہ پرست بس طرح بدزبانی کر رہے ہیں اور دینی مدارس پر جو بیہودہ الزامات لگا رہے ہیں اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے انہیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ ظلم و جبر وناانصافی سے بہت دنوں تک حکومت قائم نہیں رہ سکتی جہاں اسلام ہوگا وہاں سلامتی ہوگی جہاں ایمان والے ہوں گے وہاں امن وامان ہوگا کیونکہ اسلام کے معنی ہی سلامتی کے ہیں اور سلامتی کی ہی مذہب اسلام تعلیم بھی دیتا ہے مانتی میں جو پورے ملک میں احتجاج اور مظاہرہ ہو رہا تھا اسے قطعی طور پر مذہبی نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی اور مذہبی تھا بھی نہیں بلکہ جس طرح ملک آزاد کرانے میں ہر مذاہب کے لوگوں نے حصہ لیا تھا اسی طرح آئین و جمہوریت بچانے کے لئے ہر مذاہب کے لوگ احتجاج و مظاہرے میں حصہ لے رہے تھے اس لئے کہ ہر انصاف پسند وبیکلر ازم میں یقین رکھنے والے کو اس بات کا احساس ہو رہا تھا اور احساس ہو رہا ہے کہ شہریت ترمیمی قانون سے ملک کا زبردست نقصان ہوگا اس سے مذہبی منافرت بڑھے گی اور فرقہ پرست طاقتیں مضبوط ہوں گی اور ملک میں فرقہ پرستی رہے اور پوری طرح امن وسکون قائم رہے یہ ملک کے ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔

مسلمانوں کو بھی اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کو یاد رکھنا ہوگا کیونکہ جو قوم اپنے اسلاف کی تاریخ بھلا دیتی ہے وہ قوم سیاسی طور پر کھو دیا کرتی ہے کہیں اس کی کوئی شناخت نہیں ہوتی اور دوسری حال آج ملک میں مسلمانوں کا ہے اس لیے جمہوریت میں سیاسی پہچان کا ہونا لازمی ہے اور سیاسی پہچان تبھی قائم ہوگی جب ہم اپنے اسلاف کی تاریخ سے روشناس ہوں گے آج حکومت کے نشے میں چور گمراہ لیڈران مدارس دینیہ کو نشانے پر لینا چاہتے ہیں اور جھوٹے الزامات لگا کر ہٹ دھرمی کا اظہار کر رہے ہیں، تاریخ کو جھٹلا رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ آج علماء کرام پر مقدمات درج کئے جا رہے ہیں جبکہ اس ملک کو آزاد کرانے کیلئے علماء کرام نے سروں پر کفن باندھ کے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے جنہوں نے انگریزوں کی حکومت کو کالا پانی کی سزا دی تھی فتویٰ واپس لینے کے لئے دباؤ بھی کیا لیکن علامہ فضل حق خیرآبادی نے کہا کہ فتویٰ طبیعت کی روشنی میں نہیں دیا جاتا ہے کہ جب چاہے بدل دیا جائے بلکہ فتویٰ شریعت کی روشنی میں دیا جاتا ہے اس لیے بدلا نہیں جا سکتا اور ہم مذہب میں وطن عزیز سے محبت اور حفاظت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور اس پر عمل کرنا نصف ایمان تک قرار دیا گیا ہے تو ہم اپنی آخری سانس بھی اپنے ملک ہندوستان کے لئے قربان کر دیں گے، اپنے خون کا آخری قطرہ تک ملک کے لئے بہا دیں گے لیکن فتویٰ نہیں بدلیں گے مولانا ابوالکلام آزاد کی بیوی بیمار تھی اور مولانا آزاد جیل کے اندر تھے انگریز نے پیغام بھیجا کہ اگر مولانا آزاد تحریر دیں اپنے آپ کو تحریک آزادی سے الگ کرنے فی تو ہم انکی بیوی کی بیماری کے مدنظر انہیں رہا کر دینگے جب یہ پیغام جواہر لال نہرو نے ان تک پہنچایا تو مولانا آزاد نے کہا کہ ایک طرف میری بیوی بیمار ہے اور دوسری طرف میری ماں کو انگریزوں نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے ایسے میں مجھے اپنی بیوی کی فکر نہیں ہے بلکہ اپنی ماں کی فکر ہے میں اپنی ماں کو انگریزوں کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے اپنی بیوی کی بیماری کی پرواہ نہ کرتا ہوں لیکن ماں کو سکتا ہوا اور زنجیر ماں کو کراہتا ہوا نہیں دیکھ سکتا مجھے اپنی بیوی کی بیماری منظور ہے، بیوی کی اچھتی ہوئی آہیں منظور ہے، بیوی کا جاتا ہوا جنازہ منظور ہے مگر مجھے ایسی بیانی منظور نہیں ہے۔

ریشمی رومال کی تحریک علماء کرام نے چلائی، انقلاب زندہ باد کا نعرہ علماء کرام نے لگایا، گاندھی جی کو مہاتما کا خطاب علماء کرام نے دیا، تقسیم ہند کی مخالفت علماء کرام نے کیا، جامع مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر انگریزوں کے خلاف خطاب علماء کرام نے کیا، ملک کی آزادی کے بعد جب دستور ہند مرتب ہوا تو سب سے پہلے غیر مقدم علماء کرام نے کیا، قدم قدم پر ملک سے حب الوطنی کا ثبوت علماء کرام نے دیا اور ہزاروں علماء نے ملک کو آزاد کرانے کے لیے اپنی جانیں قربان کیں ان کا تعلق اسی مدارس سے تھا جن مدارس پر آج کچھ فرقہ پرست ذہنیت کے لوگ گھناؤنے الزامات لگا رہے ہیں اگر اپنی آنکھوں سے آزاد کے تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو ہندوستان کے مدارس ملک کی آزادی کی لڑائی اور جمہوریت کے فروغ کا ایک حصہ نظر آئیں گے لیکن یہاں تو ہند ومسلم اتحاد کو توڑ کر اور دونوں کے بذبات کو ابھار کر سیاست کی روٹی سینکنے کا کچھ لوگوں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے، نہیں نہ تو ملک کی پرواہ ہے اور نہ ملک کی عوام کی پرواہ ہے نہ امن کی پرواہ ہے بس سروں پر غرور سوار ہے زبان درازی، بدکلامی، بدزبانی، گالی اور دھمکی واشتعال انگیز بیانات و تقریریں کرنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے اور آج ہماری صفوں میں بھی ایسے ایسے تنگ نظر پیدا ہو گئے ہیں کہ ملک کی آزادی سے متعلق بھی مضمون لکھتے ہیں تو مکتب فکر کی بنیاد پر لکھتے ہیں، ان کے مضامین سے اختلافات، تعصبات، بغض حسد نفرت کی بو آتی ہے اور اس کے باوجود بھی سچائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کی سوچ کا دائرہ بہت چھوٹا ہے میرے نزدیک بلا تفریق مذہب وملت وہ سب قابل احترام ہیں جنہوں نے ملک کو آزاد کرانے میں جان ومال کی قربانی دی ہے آج الیکشن کا بھی ماحول ہے یعنی امسال یوم جمہوریہ ایک پیغام لے کر آیا ہے کہ اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ خوب سوچ سمجھ کر کسی کو اپنا نمائندہ منتخب کرو اور حکومت کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں دو جمہوریت کی بحالی کے لئے ٹھوس اقدامات کرے اور جمہوریت کی شان بڑھائے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ پوری بیداری کے ساتھ حق رائے دہی کے استعمال میں صحیح اور ہندوستان زندہ باد کا نعرہ لگاؤ۔

نئی نسلوں کے روشن مستقبل کے لیے علم وہنر کا فروغ نہایت ضروری: علامہ غلام رسول بلیاوی

مسلم معاشرہ اپنے تنازعات کا حل دارالقضاء ادارہ شرعیہ سے قرآن واحادیث کی روشنی میں کرائیں: مولانا محمد قطب الدین رضوی

الحیات نیوز سروس

رانچی/ہزار بیباغ/25/جنوری:ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ رابطہ عامہ ضلع وارھم کے تحت 24 جنوری 2022 کو بعد نماز مغرب جامعۃ ناظم الٰہی مولانا محمد قطب الدین رضوی کی صدارت میں علماء، ائمہ مساجد، عمائدین شہر پر مشتمل شوری ومنتظمہ دارالقضاء ہزار بیباغ شاخ ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ کی اہم آن لائن زوم میٹنگ منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ کے صدر محترم حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی نے شرکت کی نظامت کے فرائض مولانا غلام وارث صمدی نے انجام دیے جبکہ مہمان اعزازی کی حیثیت سے مولانا مفتی محمد انور نظامی مصباحی اور مولانا مفتی محمد فیض اللہ مصباحی نائبین قضاۃ ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ نے شرکت فرمائی، آن لائن نشست کا آغاز مولانا مفتی عبدالجلیل سعدی نے تلاوت قرآن پاک سے کیا، نشست کے اغراض ومقاصد پر گفتگو کرتے ہوئے ناظم اعلیٰ مولانا محمد قطب الدین رضوی نے کہا کہ سن 1968 عیسوی میں عالم اسلام کی عبقری شخصیت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہ نے فیض منتظم بہار کے مردم خیز آرہ ضلع سرزمین سیوان میں برصغیر کے جید ومستند مشائخ وعلماء کرام کی موجودگی میں ادارہ شرعیہ کی بنیاد رکھی جس کا پودا جوارڑ پلانٹ رکھا گیا اور علامہ علیہ الرحمہ نے جو رہنما خطوط اور شرعیہ کو عطا کیے اسی پر کاروان رہتے ہوئے شریعت وطریقت، ملک وملت، تعلیم وتربیت، اصلاح ایمان ومنقبہ، فلاح ملت، خانگی مسائل اور دیگر دینی ودنیاوی امور کو پیش نظر پورے ملک میں کارہائے نمایاں انجام دیتا آرہا ہے جس کے خدمات نصف صدی سے زائد پر محیط ہیں اور اس وقت بہار، جھارکھنڈ، بنگال، اڑیسہ، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، آسام، تریپورہ، اترپردیش، مہاراشٹرا، راجستھان، گجرات، تمل ناڈو، کرناٹک، اتراکھنڈ، انڈمان نیکوبار وغیرہ میں ادارہ شرعیہ کی شاخیں خدمت دین میں مصروف عمل ہیں اسی طرح ریاست جھارکھنڈ کے کونے کونے میں ادارہ شرعیہ ملک وملت، دین ومذہب کی خدمت کررہا ہے ناظم اعلیٰ نے کہا کہ ہزار بیباغ کے علماء کرام اور عوام الناس کی شرعی، معاشرتی اور خانگی ضرورتوں کے پیش نظر دارالقضاء ہزار بیباغ شاخ ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ کا قیام عمل میں گذشتہ سال آیا تھا جس کی جانب عوام الناس کو راغب کرنا اور ان کے مسائل کو حل کرتے رہنا اہم ذمہ داری ہے، مولانا غلام وارث صمدی نے کہا کہ ہزار بیباغ کے علماء وعوام دارالقضاء ہزار بیباغ کے قیام سے بہت مطمئن ہیں جہاں سے عوام الناس کو ہر موڑ پر رہنمائی مل رہی ہے ساتھ ہی تنظیم علماء اہل سنت ممکن تعاون کر رہی ہے، دارالقضاء ہزار بیباغ شاخ کے ضلع ثانی شریعت مولانا مفتی عبدالجلیل سعدی نے کہا کہ دارالقضاء ہزار بیباغ میں روزانہ مسلمانوں کے مسائل قرآن واحادیث کی روشنی میں فیصلے ہوتے ہیں فریقین نے مفتی محمد انور نظامی مصباحی نے کہا کہ مجلس شوری اور مجلس منتظمہ کا ہر وقت اشتراک چاہیے، عرفان احمد کا جونے ہر نظم وضبط کی جانکاری دی، رفعت امام نے ہمہ وقت ادارہ شرعیہ کی حمایت پر عمل کرتے رہنے کا عہد کیا مولانا محمد ادریس رضانے دارالقضاء کی ضرورت پر روشنی ڈالا، مفتی غلام حسین ثقافی نے دارالافتاء، واقعہ کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی، مولانا عبدالحکیم، مولانا نورالدین، مفتی مبین احمد مصباحی، مولانا عبدالوامد مصباحی، مفتی رضوان احمد مصباحی، مولانا معین الدین مصباحی، مولانا عرفان رضا، مولانا مختار عالم، مولانا عبدالوحاب سیوفی راعین برکاتی، مولانا دانش اقبال، غفر عقیل، مناظر حسن، پروفیسر ڈاکٹر حسن چشتی، مولانا ڈاکٹر غلام حیدر علی شکیل بہاری، محمد شاہد مخیر ہم نے اہم رائے پیش کیا، آن لائن زوم میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صدر مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ سابق ممبر آف پارلیامنٹ نے اہل ہزار بیباغ بالخصوص تنظیم علماء اہل سنت اور ارکان جامع مسجد ہزار بیباغ کی حوصلہ افزائی کی جنہوں نے تر پچرہ کے فساد متاثرین کی ظاہر خواہ مدد کی اور مولانا قطب الدین رضوی کی قیادت میں بنا ادارہ شرعیہ رطیبت وفد برائے تر پچرہ نے مظلومین کی مدد کی اور جنہوں نے اس وقت تر پچرہ میں رطیبت کا کام بحیا جب حالات نہایت سنگین تھے اور کسی دوسری جگہ سے تر پچرہ جانا ناممکن مشکل تھا اس وقت ادارہ شرعیہ کا رطیبت وفد بہار وجھارکھنڈ کے تمام حضرات کے تعاون سے مظلومین ومتاثرین کی مالی ومدد کیلیے اشیاء مدد کیلیے کام نہایت جوکھم بھرا تھا، مولانا بلیاوی نے کہا کہ ادارہ شرعیہ کے درجنوں شعبہ جات ہیں جو اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھارہے ہیں انہیں میں دارالقضاء ایک اہم شعبہ ہے اس شعبہ میں اپنے مسائل کو لیکر آنے والے ہر خاندان وافراد کو ان کی اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور زندگی کے اصل مقصد سے واقفیت کرانا انہیں اسوہ حسنہ پر عمل پیرا رہنے کی ترغیب دینا قاضیان کے اہم مناصب میں سے ہے جسے ہزار بیباغ اور ملک کے مختلف علاقوں میں پھیلے دارالقضاء ادارہ شرعیہ کے قاضیان شرع ومفتیان کرام بخوبی نبھارہے ہیں علامہ بلیاوی نے کہا کہ دارالقضاء اور دیگر شعبہ جات دارالقضاء ایک ایسا نظام ہے جو ملک کی عدالتوں کے بوجھ کو بچاں کم کررہا ہے وہیں فوٹنے اور ٹھہرجانے کی مدتک پہونچنے سے مسلم خاندان کی صحیح رہنمائی کرکے ان کے مسائل کیے جاتے ہیں، مفتی محمد انور نظامی مصباحی نے کہا کہ مجلس شوری اور مجلس منتظمہ کا ہر وقت اشتراک چاہیے، عرفان احمد کا جونے ہر نظم وضبط کی جانکاری دی، رفعت امام نے ہمہ وقت ادارہ شرعیہ کی حمایت پر عمل کرتے رہنے کا عہد کیا مولانا محمد ادریس رضانے دارالقضاء کی ضرورت پر روشنی ڈالا، مفتی غلام حسین ثقافی نے دارالافتاء، واقعہ کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی، مولانا عبدالحکیم، مولانا نورالدین، مفتی مبین احمد مصباحی، مولانا عبدالوامد مصباحی، مفتی رضوان احمد مصباحی، مولانا معین الدین مصباحی، مولانا عرفان رضا، مولانا مختار عالم، مولانا عبدالوحاب سیوفی راعین برکاتی، مولانا دانش اقبال، غفر عقیل، مناظر حسن، پروفیسر ڈاکٹر حسن چشتی، مولانا ڈاکٹر غلام حیدر علی شکیل بہاری، محمد شاہد مخیر ہم نے اہم رائے پیش کیا، آن لائن زوم میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صدر مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ سابق ممبر آف پارلیامنٹ نے اہل ہزار بیباغ بالخصوص تنظیم علماء اہل سنت اور ارکان جامع مسجد ہزار بیباغ کی حوصلہ افزائی کی جنہوں نے تر پچرہ کے فساد متاثرین کی ظاہر خواہ مدد کی اور مولانا قطب الدین رضوی کی قیادت میں بنا ادارہ شرعیہ رطیبت وفد برائے تر پچرہ نے مظلومین کی مدد کی اور جنہوں نے اس وقت تر پچرہ میں رطیبت کا کام بحیا جب حالات نہایت سنگین تھے اور کسی دوسری جگہ سے تر پچرہ جانا ناممکن مشکل تھا اس وقت ادارہ شرعیہ کا رطیبت وفد بہار وجھارکھنڈ کے تمام حضرات کے تعاون سے مظلومین ومتاثرین کی مالی ومدد کیلیے اشیاء مدد کیلیے کام نہایت جوکھم بھرا تھا، مولانا بلیاوی نے کہا کہ ادارہ شرعیہ کے درجنوں شعبہ جات ہیں جو اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھارہے ہیں انہیں میں دارالقضاء ایک اہم شعبہ ہے اس شعبہ میں اپنے مسائل کو لیکر آنے والے ہر خاندان وافراد کو ان کی اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور زندگی کے اصل مقصد سے واقفیت کرانا انہیں اسوہ حسنہ پر عمل پیرا رہنے کی ترغیب دینا قاضیان کے اہم مناصب میں سے ہے جسے ہزار بیباغ اور ملک کے مختلف علاقوں میں پھیلے دارالقضاء ادارہ شرعیہ کے قاضیان شرع ومفتیان کرام بخوبی نبھارہے ہیں علامہ بلیاوی نے کہا کہ دارالقضاء اور دیگر شعبہ جات

مجلس شوریٰ ومنتظمہ دارالقضاء ہزار بیباغ کی آن لائن نشست میں لیے گئے کئی اہم فیصلے

جماعت رضائے مصطفےٰ کے زیر اہتمام آن لائن اسلامک کورسز میں حصہ لیں۔سلمان میاں

الحیات نیوز سروس

بریلی شریف: اعلیٰ حضرت کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفےٰ کے زیر اہتمام آن لائن اسلامک کورسز کا انعقاد کیا گیا ہے۔اعلیٰ حضرت نے اپنی پوری زندگی علم دین کی خدمت کی اور لوگوں کو علم حاصل کرنے کی تحقیق فرماتے رہے کیونکہ ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی روزمرہ زندگی میں دینی مسائل کو حل کرنے کے لیے علم دین کا سیکھنا ضروری ہے۔تنظیم جماعت رضائے مصطفےٰ کے قومی نائب صدر جناب سلمان حسن خان (سلمان میاں) نے بتایا کہ جماعت رضائے مصطفےٰ کی جانب سے اور جامعۃ الرضا کے زیر اہتمام آن لائن اسلامک کورسز کی ابتدا کی گئی ہے۔جماعت رضائے مصطفےٰ ایجوکیشنل سینٹر آپ کو اور آپ کے بچوں کو قابل اساتذہ کے ذریعے قرآن شریف تجوید کے ساتھ عربی واردو دیکھنے کا ایک عظیم موقع فراہم کر رہے ہیں،آن لائن کورسز میں رجسٹریشن کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفےٰ کی ویب سائٹ jamatrazaemustafa.org پر جا کر ایز۔رول کر سکتے ہیں۔جماعت رضائے مصطفےٰ ایجوکیشنل سینٹر میں کورسز درج ذیل ہیں۔۱۔۔دینیات ۲۔۔عربی گرامر ۳۔۔حفظ قرآن ۴۔۔قرآت ۵۔۔درس نظامی وغیرہ۔آپ کورس میں دو طرح کی کلاسوں میں داخلہ لے سکتے ہیں،جس میں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اکیلے پڑھیں تو آپ انڈیویجول کلاس میں شامل ہو سکتے ہیں،اگر آپ گروپ میں پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ گروپ میں شامل ہو سکتے ہیں،کورس کو منتخب کرنے کے بعد آپ کو ہماری طرف سے کال آئے گی جس سے آپ کو کلاس اور ٹیچر کی معلومات حاصل ہو گی۔جماعت رضائے مصطفےٰ کے جنرل سکریٹری جناب فرمان حسن خان (فرمان میاں) نے اپیل کی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور علم دین حاصل کریں۔یہ معلومات جماعت کے رکن محمد عبدالکریم اختر القادری (پونہ) نے دی۔

مدرسہ فریدیہ نظامیہ میں دعائیہ مجلس کا اہتمام

مدھے پورہ/25/جنوری:(الحیات نیوز سروس)انسان کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت وبندگی ہے وہ انسان کامیاب ہے جس کی زندگی کا ہر گوشہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عبادت وریاضت سے عبارت ہو۔یہ باتیں مدرسہ فریدیہ نظامیہ پتیا بوسہ مدھے پورہ بہار کے قائد مولانا محمد تاج الدین نظامی نے حافظ اعجاز احمد فریدی کی زوجہ محترمہ روحی خاتون کی سالارہی کے موقع پر آج مورخہ 25 /جنوری 2022 روز منگل کو منعقدہ مختلف ایصال ثواب میں سامعین سے اپنے خطاب میں کہیں انہوں نے مزید کہا کہ آج ہم سب بس خاتون کا تذکرہ کرنے اور بن کے بلندی درجات کی دعا کرنے حاضر آئے ہیں ویک ڈیو صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے وکردار میں ایک اعلیٰ نمونہ چھوڑ گئی ہیں کو کہ انہوں نے بہت کم زندگی پائی لیکن بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنی عمر عزیز گزار کر اور ایک عظیم یادگار چھوڑ کر اولاد خاندان والوں کو بچھڑ کر ہوئے آخرت روانہ ہوگئی ان کا رخصت ہونا نقیناً اہل خانہ کے لئے بڑا صدمہ ہے خدا سے بزرگ وبرتر رب العلمین ہو رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے مرقد کو لالہ وگلزار بنائے اور اس کا کوئی نعم البدل عطا فرمائے۔

مرحومہ آمنہ خاتون کے ایصال ثواب کے لئے دعائیہ مجلس منعقد

مانگو میں جلد مدر آمنہ اسپتال وریسرچ سینٹر کا قیام ہوگا

الحیات نیوز سروس

جمشید پور:مانگو ویلیہ یہ خانقاہ کے نزدیک واقع اے پی سے کلام پبلک اسکول میں مرحومہ آمنہ خاتون کے ایصال ثواب کے لئے دعائیہ مجلس کا انعقاد کیا گیا۔اس موقع پر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔اس موقع پر اپنے خطاب میں مدینہ مسجد کے خطیب وامام مفتی عبدالمالک مصباحی نے نبی کریم ﷺ کی زندگی پاک پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے لئے اس دنیا کو بنایا۔دنیا میں پچھلی تاریخی سے روشنی ماننے کے لئے آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔الحاج ڈاکٹر نور الزماں خان نے اپنے خطاب میں تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آج کے دور میں تعلیم بے حد ضروری ہے۔محمد طاہر حسین نے کہا کہ مرحومہ آمنہ خاتون کی تمنا تھی کہ یہ میدر التعلیم میں آگے آئیں تبھی سماج اور ملک کی ترقی ممکن ہے۔اس موقع پر کافی تعداد میں اساتذہ کرام و معزز لوگوں نے شرکت کی۔

جھارکھنڈ کا اگلا وزیر اعلیٰ کوئی مومن کا بیٹا ہوگا

مسلم سماج میں تعلیمی وسیاسی بیداری ضروری: پرویز اختر

الحیات نیوز سروس

دھنباد/25/جنوری:کانگریس اقلیتی شعبہ کے سابق ترجمان نیز مومن کانفرنس کے سابق جنرل سکریٹری ومگدھ یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر پرویز اختر نے یوم جمہوریہ کے مبارک موقع پر کہا کہ ریاست جھارکھنڈ میں مسلمانوں واقلیتوں کی تعداد سے اس کا انحراف بے حد کیلئے مومن کو وزیر اعلیٰ بنانا ہی ہوگا۔اس مہم کو تیز کرنے کیلئے انہوں نے آج رانچی کی سرزمین پر مومن کانفرنس کے قومی سکریٹری، کانگریس کے مشہور رہنما، صفیہ انصاری، ریاستی مومن کانفرنس کے ریاستی صدر عماد علی انصاری اور مومن کانفرنس کے جنرل سکریٹری مفتی عبداللہ ازہر قاسمی پٹنوں کے سلمان انصاری سے ملاقات کر کہا کہ مزید اس تحریک کو مضبوط کرنے کیلئے ملازج سے مومن رتھ کے ذریعہ پوری ریاست میں مہم چلائی جائے گی۔جس سے مسلم سماج میں تعلیمی وسیاسی شعور پیدا ہوسکے۔اقلیتوں کی سے جو تاریخی کام ہو رہا ہے وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے،اداد اس مہم سے کہ پورے جھارکھنڈ میں تعلیمی انقلاب آجائے اور ہر شخص اپنے حقوق وذمہ داری کے تئیں حساس رہے انہیں وسیع تر مقاصد کے پیش نظر جھارکھنڈ کے 20/ اضلاع پر مشتمل 42 مقامات میں ادارہ شرعیہ" منعقد تھا جو فی الحال بڑھتے کرونا،سرکاری گائڈ کے درمیان کوئلتوں میں آنے والے لوگوں کا اژدحام اور کسی ممکنہ خطرے سے معاشرہ کو محفوظ رکھنے کی خاطر معتوی کرنا پڑا ہے جانہم علماء، خطباء، ائمہ مساجد، عمائدین، ذمہ داران اور عوام الناس کی سائنوٹش کی تیاریوں میں مصروف رہیں چونکہ جیسے ہی حالات سازگار ہوجائنگے تو پھر مکمل سٹوٹش ادارہ شرعیہ کی ہی تارکھوں کا لاتان کیا جائیگا،علامہ بلیاوی نے مکاتب کا قیام، یونیورسٹی قائم کرنے، کوچنگ سنٹر بنانے، ہی نسلوں کے روشن مستقبل کے لائحہ عمل تیار کرنے، باہمی اختلاف کو دور کرنے، اتحاد واتفاق کو مستحکم کرنے، زبان اردو کو فروغ دینے، مدارس ومساجد کے تحفظ اور ملی مسائل پر سیر حاصل بیان فرمایا جسے سامعین نے بغور سماعت کیا اور انہیں خطوط پر عمل کرنے کا عہد کیا، اخیر میں 22 فروری 2022 کو ہزار بیباغ دارالقضاء کے یوم تاسیس کے موقع پر کرحالات بہتر رہے تو خصوصی اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ لیا گیا اور بوقت ضرورت بری، نوادہ، پٹنہ گاؤں اور دیگر جگہوں میں دارالقضاء ہزار بیباغ کی عدالت لگانے پر اتفاق ہوا۔کلمہ کا اختتام مولانا مفتی نظیف اللہ کی دعاؤں پر ہوا۔

ٹاٹا موٹرز ہسپتال کو رونا کے خلاف کئی اقدامات کیے

الحیات نیوز سروس

جمشید پور/25/جنوری:ٹاٹا موٹرز نے CoVID-19 سے لڑنے کے لیے اپنے آپریشن والے علاقوں میں اور اس کے آس پاس کی مقامی میونسپلٹیز کے ساتھ اپنی وابستگی کو مضبوط کیا ہے۔وبائی مرض کے آغاز سے لے کر اب تک سب سے آگے رہتے ہوئے،جمشید پور کے ٹاٹا موٹرز ہسپتال نے COVID-19 Omicron قسم سے پیدا ہونے والی کسی بھی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنی تیاری کو بڑھانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔اپنی ہسپتال کی ٹیم، انتظامیہ، اور جمشید پور پلانٹ کے OHC (اوکیوپیشنل ہیلتھ سنٹر) اور جمشید پور کے رہائشیوں کے ساتھ مل کر چلنی وبائی مرض کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ احتیاطی اقدامات کرنے کے لیے تیار ہے۔چلنی COVID-19 کے علاج کے لیے وقف کمرے،تنہائی کی سہولیات،شہر بھر میں ویکسینیشن ڈرائیو بنانے میں اور دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ اپنے ہسپتال میں آگاہی پروگرام منعقد کر رہے ہیں۔شہر کی مہم میں ان کی ویکسینیشن مہم کے حصے کے طور پر 2.41 لاکھ سے زیادہ ویکسین کی خوراکیں دی گئی ہیں۔

پولیس اپدیشک کا کاریالیہ، گومالہ۔
(آوشیہ سوچنا)

آمسنجنوں کو سوچت کیا جاتا ہے کہ کرنج تھانانتر گت پھاڑ بگرنو گاؤں کے ساتھ 31.12.21 کو ایک اگیات وِدھ مہلا نِجا کریم 60 ورش، گیہاری کریم 5 فٹ 2 اِنچ، بال چھوٹا پکھا ہوا کا ہوا برامد ہوا ہے۔ ہوا کے بارے میں آس۔پاس کے مُکھیا اور جاگرت نِواسی اِس مہلا کی پہچان نہیں کر پائے ہیں۔ اگر آپ کو اِس مہلا کی پہچان ہو تو آپ گروپ میں شامل ہو سکتے ہیں، کورس کو منتخب کرنے کے بعد آپ کو ہماری طرف سے کال آئے گی جس سے آپ کو کلاس اور ٹیچر کی معلومات حاصل ہو گی۔ جماعت رضائے مصطفےٰ کے جنرل سکریٹری جناب فرمان حسن خان (فرمان میاں) نے اپیل کی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور علم دین حاصل کریں۔ یہ معلومات جماعت کے رکن محمد عبدالکریم اختر القادری (پونہ) نے دی۔

پولیس اپدیشک کا کاریالیہ، گومالہ۔
(آوشیہ سوچنا)

آمسنجنوں کو سوچت کیا جاتا ہے کہ کرنج تھانانتر گت پھاڑ بگرنو گاؤں کے ساتھ 31.12.21 کو ایک اگیات وِدھ مہلا نِجا کریم 60 ورش، گیہاری کریم 5 فٹ 2 اِنچ، بال چھوٹا پکھا ہوا کا ہوا برامد ہوا ہے۔ ہوا کے بارے میں آس۔پاس کے مُکھیا اور جاگرت نِواسی اِس مہلا کی پہچان نہیں کر پائے ہیں۔ اگر آپ کو اِس مہلا کی پہچان ہو تو آپ گروپ میں شامل ہو سکتے ہیں، کورس کو منتخب کرنے کے بعد آپ کو ہماری طرف سے کال آئے گی جس سے آپ کو کلاس اور ٹیچر کی معلومات حاصل ہو گی۔ جماعت رضائے مصطفےٰ کے جنرل سکریٹری جناب فرمان حسن خان (فرمان میاں) نے اپیل کی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور علم دین حاصل کریں۔ یہ معلومات جماعت کے رکن محمد عبدالکریم اختر القادری (پونہ) نے دی۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
National Council for Promotion of Urdu Language
Ministry of Education, Department of Higher Education, Government of India
Farogh-e-Urdu Bhawan, FC-33/9, Institutional Area, Jasola, New Delhi-110025
Ph: 011-49539000, Fax: 011-49539099, Website: www.urducouncil.nic.in, E-mail: director@ncpul.in
سوچ بچار
ایک قلم دوسمفاتی کی جانب

26 جنوری یومِ جمہوریہ مبارک

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، حکومت ہند کی سرگرمیاں

- 18 تا 26 دسمبر 2021 کے درمیان 24 ویں قومی اردو کتاب میلے کا انعقاد، مارکیٹ مرس کیا گیا۔ جنی نسل اور اردو اس کتاب میلے کا تھیم تھا۔ اب تک کتاب سے بزار اردو کتاب میلہ راجس میں تقریباً 1.25 کروڑ روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں۔
- قومی اردو کونسل نے "قومی تعلیمی پالیسی اور اردو تعلیم" کے موضوع پر 9 اگست، 2021 کو آن لائن مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے "اردو مرثیے کی ادبی وثقافتی روایت" کے موضوع پر 2 ستمبر، 2021 کو آن لائن مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے "اردو قصاد کی ادبی وثقافتی روایت" کے موضوع پر 15 ستمبر، 2021 کو آن لائن مذاکرہ کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے "بابائے قوم موہن داس کرم چند گاندھی کی نظر میں ہندوستان کا تصور" کے موضوع پر 30 ستمبر 2021 کو آن لائن لیکچر کا انعقاد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے اشتراک سے مدارس کے اساتذہ کا چھ روزہ آن لائن اور میٹیشن پروگرام 4-11 اکتوبر 2021 کو حیدرآباد میں منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل نے "آج کے ہندوستان کے لیے مولانا ابوالکلام آزاد کی وراثت" کے موضوع پر 11 نومبر، 2021 کو آن لائن لیکچر کا انعقاد کیا گیا۔
- قومی اردو کونسل نے شعبۂ اردو جموں یونیورسٹی کے اشتراک سے صوبہ جموں کے اردو سحافیوں اور صحافت کے طالب علموں کی صلاحیت سازی کے لیے پانچ روزہ ورکشاپ 26-30 نومبر، 2021 کو جموں میں منعقد کیا۔
- قومی اردو کونسل کا آدھے گھنٹے کا ہفتہ وار ٹیلی ویژن پروگرام 'اردو دنیا' ہر سنیچر کو رات 8:00 بجے اور ہر اتوار کو 10:30 بجے نیٹ 18 پر ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں اردو زبان وادب، تہذیب وثقافت کی نمائندگی کرنے والی تقریبات کی جھلکیاں، قومی کونسل کی خبریں اور وزارت تعلیم کی اقلیتوں سے متعلق تعلیمی اسکیموں وغیرہ کی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔
- قومی اردو کونسل ان اردو اخبارات کی جانب سے یو این آئی کو مالی معاونت فراہم کرتی ہے جو یو این آئی اردو سروس کو بھیکر اب کرتے ہیں۔ یکم اپریل 2021 تا 31 دسمبر 2021 کے دوران 347 اخبارات کی جانب سے یو این آئی اردو سروس کو -/1,64,57,500 روپے کی مالی معاونت فراہم کی گئی۔
- قومی اردو کونسل کی اسکیم "تحفۂ خریداری کتب، رسائل و جرائد" کے تحت مالی سال 2021-22 میں تقریباً ایک کروڑ 9 لاکھ روپے کی اردو، عربی اور فارسی کتب و جرائد کی خریداری عمل میں آئی جن میں 294/ اردو کتابوں کے ساتھ 17 عربی وفارسی کتابیں اور 83 رسائل وجرائد شامل ہیں۔
- "مالی تعاون اسکیم برائے اشاعت مسودات" کے تحت مالی سال 2021-22 میں 335 مصنفین کو تقریباً ایک کروڑ 23 لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی۔
- "مالی تعاون اسکیم برائے سیمینار، کانفرنس اور ورکشاپ" کے تحت کونسل نے مالی سال 2021-22 میں 268 رضا کار تنظیموں/ اداروں کو تقریباً ایک کروڑ 84 لاکھ روپے کی مالی معاونت کی۔
- قومی اردو کونسل نے اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت مالی سال 2021-22 میں مختلف موضوعات پر 42 کتابیں اور نصاب کی 44 کتابیں شائع کی ہیں۔ اس طرح کونسل کی مجموعی تعداد اشاعت 1443 سے متجاوز ہے۔
- سہ ماہی رسالہ "فکر وتحقیق" کا ارتقا تحقیقی موضوعات پر ہے۔ علمی وادبی حلقوں میں یہ علمی وتحقیقی مجلہ قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں کلاسیکی ادب، عالمی ادبیات، معاصر ادبی تحریکات و رجحانات پر مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ سالانہ زرتعاون 100 روپیہ ہے۔
- ماہنامہ "اردو دنیا" ادب، سماج، ثقافت، سائنس، ٹکنالوجی اور دیگر عصری موضوعات پر مشتمل ایک مکمل مجلہ ہے جس کے قارئین کا ایک بڑا حلقہ ہے۔ "اردو دنیا کے خصوصی شماروں کو بھی ادبی حلقوں میں بے حد پسند کیا گیا۔ اس رسالے کے سالانہ زرتعاون 150 روپے ہے۔
- ادب اطفال کو فروغ دینے کے لیے قومی اردو کونسل کا باتصویر رسالہ "بچوں کی دنیا" آج صرف ہندوستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں بچوں کا مقبول ترین رسالہ ہے۔ اس رسالہ میں بچوں کی ذہنی اور تحریری تربیت کے علاوہ دل بستگی کا سارا مواد موجود ہے۔ سالانہ زرتعاون 100 روپیہ ہے۔
- قومی اردو کونسل نے آدھی آبادی کے جذبات و احساسات کے ترجمان کے طور پر ماہنامہ "خواتین دنیا" کا آغاز مارچ 2017 سے کیا ہے۔ رسالے میں خواتین کی نگارشات کے ساتھ ساتھ، آرائش و زیبائش، حسن وصحت اور لذیذ پکوان جیسے مستقل کالم بھی ہیں۔
- ekitaab کے نام سے کونسل نے ایک موبائل ایپ تیار کروایا ہے۔ اس ایپ کے ذریعے کونسل کی کتابوں کو موبائل، ٹیب لیٹ اور آئی پیڈ پر پڑھا جا سکتا ہے۔ آپ اس ایپ کو اپنے موبائل میں App Store/ Play Store کی مدد سے آسانی سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔
- کونسل نے اردو کتابوں کا آن لائن مطالعہ کرنے کے لیے ایک ای لائبریری ویب سائٹ www.urdu-elibrary.com بھی تیار کروائی ہے۔ اس پلیٹ فارم کے ذریعے کونسل کی کتابوں کا Unicode میں مطالعہ آپ اپنے کمپیوٹر پر آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔
- کونسل نے اپنی ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in کو اردو پورٹل میں تبدیل کروایا ہے۔ اب محبان اردو اس پورٹل کے ذریعہ اردو کتابوں، اردو مضامین، ٹکنشری اور اردو سیکھنے کے علاوہ بہت سی چیزوں کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
- کشمیر میں پہیہ پیشی کے بنکو اردو کے ذریعے سیکھنے اور فروغ دینے کے لیے چھ مہینے کے کورس کو باقاعدہ ایک اسکیم کے طور پر منظوری دے دی ہے۔ جسے Srinagar CDI کے تعاون سے چلایا جا رہا ہے۔
- کونسل CBSC اور NCSSC کے ساتھ معاہدہ کر رہی ہے تاکہ جس کی مادری زبان اردو ہے اسے (Skill) اسکل کے ساتھ جوڑا جا سکے۔
- قومی اردو کونسل اردو کے فروغ کے لیے کمپیوٹر (CABA-MDTP) اردو، عربی اور فارسی ڈپلومہ کورسیز کا اہتمام کرتی ہے۔
- منسٹری آف اسکل ڈیولپمنٹ نے ٹسل کے ایک سال کورس سرٹیفکٹ اِن کمپیوٹر ایپلیکیشنز، بزنس اکاؤنٹنگ اور ملٹی لنگول ڈی۔ٹی۔پی (CABA-MDTP) کو لیول۔4 کے تحت منظور کیا ہے۔
- فن خطاطی کے فروغ کے لیے قومی اردو کونسل کیلی گرافی و گرافک ڈیزائن کا تربیتی کورس چلاتی ہے۔ اس وقت کیلی گرافی و گرافک ڈیزائن کے 66 مراکز مختلف صوبوں میں قائم ہیں۔
- "BOOKS ON WHEEL" پروگرام کے تحت قومی اردو کونسل دور دراز علاقوں میں موبائل وین کے ذریعے قاری سے اپنا رشتہ استوار کرتی رہی ہے۔ جنوری 2022 میں کونسل کی موبائل وین نے 53 دیں دورے کے تحت تلنگانہ نہ آندھرا پردیش اور کرناٹک میں گشت کیا ہے۔

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد
ڈائرکٹر

A Leading Urdu Daily News Paper of Jharkhand
روزنامہ
NO-1
AL HAYAT
اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
علامہ اقبال

یوم جمہوریہ اور ملک کے حالات

آج آزادی کے 76 برس بعد اور بھارت کے ایک عوامی جمہوریہ بننے کے 73 برس بعد جوش کے احساس کو مخمور کرنے اور اپنے کارناموں کو جمع کرنے کے بجائے ہمیں اس سوال پر غور کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ آیا یہ وہی ہندوستان ہے جس کا خواب ہمارے مجاہدین آزادی، قائدین اور مہاران دستور نے دیکھا تھا؟ آج ہم ایک ایسے دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں ہندوستانی شہریوں کی ایک بڑی تعداد اپنے قانونی موقف اور تسلیل بے تعلق سے الجھن میں مبتلا ہے اور ساتھ ہی ہندوستانی سماج کے سیکولر اور جمہوریاتی کردار کے تعلق سے بھی تشویش مند ہے۔ لاکھوں خانوادہ افراد بے زمین لوگ، بےسہارہ طبقات اور درج فہرست قبائل وطبقات بہت ملک کی ایک بڑی اکثریت کا اس سوال پر غور کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ آیا ملک میں ان کی قانونی شناخت کیا ہے؟ مالا ٹھکر اور دستور کے اس دیباچہ کو پڑھتے ہیں: "ہم ہندوستان کے عوام۔۔۔سیکولر عوامی جمہوریہ میں اور اپنے تمام شہریوں کا تحفظ کرتے ہیں:"

حکومت وقت نیچے سارے ملک کو ایک ایسے شوہ بنگاہ میں ڈھکیل دیا ہے جہاں سے باہر آنا بہت مشکل ہوگا۔ اب ہر ایک کو ایک ہندوستانی شہری کی حیثیت سے اپنے وجود سے متعلق سوالات کا جواب دینا ہے۔ یہ ایک ایسا تمحین اور سال کام ہے کہ اس کے لیے کئی برس درکار ہوں گے اور آبادی کا ایک بڑا حصہ مکمل طور پر ایک لامحاصل اور غیر مطلوب کام میں مصروف ہو جائے گا۔ حکومت نے پارلیمنٹ میں اپنی بھرپور اکثریت سے فائدہ اٹھا کر عوام کو ایک ایسے کام میں لگا دیا ہے کہ جس کے بارے میں خود اسے یقین نہیں ہے کہ اس طرح یہ پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

ملک کے سب سے بڑے الیکشن کمیشن کو گزشتہ 18 مہینوں میں اتنے چیلنجوں میں گھیر دیا گیا ہے کہ وہ اجلجن اور تہذیب کا شعار ہے کہ وہ کیا کرے مزید برآں وہ اس ہندوستان کا ادارہ ہونے کی حقیقت سے ہم آہنگ ہونے کے لیے مشکل محسوس کر رہے ہیں جہاں ان طاقتوں کی حکومت ہے جو ہمیشہ اس کے خلاف رہی ہیں۔ لیکن اہم اور خاموش سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوگیا اور کون نے اس کی اجازت دی؟ ہمارے سامنے اس سے بھی زیادہ حساس اور نمایاں ہے ان ڈاٹے والا سوال یہ ہے کہ آیا ہندوستان اب بھی حقیقی معنوں میں ایک سیکولر اور عوامی جمہوریہ ہے؟

ہندوستانی شہریوں کے درمیان موجود باہمی سماجی تعلقات سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ ضرورت اور مشکل کے وقت ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں اور اپنی اکثیت آبادی میں بانٹ بیٹھنے میں۔ صدیوں سے ہر ان تعلقات باہمی کا ساتھ رہتے آئے ہیں۔ یہ باہمی میل جول اتھاری طاقتوں کی جانب سے دو نمایاں مذاہب کے درمیان تفریق ڈالنے سے پہلے تک قائم و دائم رہا تھا۔ اگر یہ یاد کر لیا جائے کہ آزاد ہندوستان بلا خاطر ذات و برادری کے اپنے تمام شہریوں کو چھینے چھوننے کا یکساں مواقع فراہم کرنے کا نظیں حقیقت بڑی بدعت مختلف ہی۔ یک انڈیا کے لیے لکھتے ہوئے کاہنی نے سوراج کے حق میں آواز الحیاتی ہی۔ یک انڈیا مورخہ 16.04.1931 میں انھوں نے سوراج کی تشریح تمام عوام کی حکومت اور اصلاف کی حکمرانی کے طور پر کی تھی۔

اقلیتوں نے تمہیدی زمین پر بہو جہد کی ہے جس زمین پر ملک کے اکثریت طبقے نے لی ہے اور ان کی قوم پرستی پر متعدد ذہنوں کے باوجود انھیں نے اپنی مخفت جاری تھی اور کئی ممتاز فرزندان اور دختران پیدا کیے جنھوں نے رائس ساتھ سے لے کر تعلیم، صحت، سماجی خدمات اور تجارت تک ہر شعبے میں خود کو منوایا ہے۔ تمام سکولر ہونے کا سوالیہ نشان ہمیشہ ہر اقلیت شہری کی گردن پر لٹکتا رہا ہے۔ درحقیقت اقلیتی طبقہ سے بھیشان کے اعتبار کو ثابت کرنے کا سوال کیا جاتا رہا ہے اور بعضوں کو پاکستان چلے جانے کے لیے کہا گیا ہے۔

آج ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر کسی کو زیادہ حیرت زدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ ایشیان داخلی چیپچ گھاں کے سبب ہو رہا ہے۔ جب سیکولر پارٹیاں اقتدار میں تھیں تو انھوں نے بھی کبھی سخت ہندوتوا عناصر پر لگام نہ لگانے کی کوشش نہیں کی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے زمینی بڑی اور مرتبہ سے کے لیے مساوی حقوق کی بات کرتے ہوئے شدت پسند عناصر کو پروان چڑھایا۔ ساتھ ہی ان کے دلوں کے اندر یہ خواہش بھی چیتنی رہی کہ وہ ایک دن ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہندوستانی مسلمان آزادی کے بعد سے اب تک ایک طویل جال کسل راستے پر چلتے رہے۔ تقسیم کے بعد پہلے 20 برسوں کی نسل اس آگ میں جھلستے ہوئے اپنے نقصانات کی باچھانی میں مصروف رہی اور بحیثیت ایک قوم کو دوبیٹی مختلف چیلنجوں کا حل تلاش کرتے ہوئے ایک نئی جمہوریت میں اپنی بقا کا سامان کرتے رہے۔ اس سفر کے دوران سلامتی کو اپنے بھی عظیم پہلوؤں کو نمایاں پہلو تھیں نے جو وجہ آزادی کے دوران ان کی زمنمائی اور نمائندگی کی تھی۔ اس کے بعد ہمیشگی سے قومی قیادت ان رومیانی سماج کے قائدین کے ہاتھ کی جو صف اپنی فلاح و بہبود کے لیے کلیدی ہیں۔

اس دوران مسلم برادری کو کلیدی نمائندگی کے ساتھ ساتھ معاشی انحطاط کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اہتمام 70 کے دہے میں مشرقی وسطی میں روزگار کے باعث ان کے معاشی حالات میں کسی قدر سدھار آیا لیکن دوسری جانب وفاقی قانلملک کے مختلف شہروں میں بار بار فسادات کو اکسا کر ان کی معاشی کمر توڑنے کی کوششیں بھی بتدریج جاری رہیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ زیادہ تر فسادات اس وقت ہوئے جب سیکولر پارٹیاں ریاست اور مرکز دونوں جگہ برسر اقتدار تھیں۔ 70 کے دہے کے بعد سے ملت نے اپنے معاشی فائدوں کو جمع کرکے تعلیم و سماجی خوشحالی کے راستے پر اپنے سفر کو آگے بڑھایا۔ 90 کے دہے میں ملک کی صنعت میں آئے دبال مثبت تبدیلیاں بھی ملت کی زندگی میں مزید معاون ثابت ہوئی اور ملت کے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے انجینئرنگ یا خصوص آئی ٹی کے مختلف شعبوں میں مثلی بیشن کمیشنوں (ایرین بیز) میں ملازمتیں حاصل کرکے اپنا اور اپنی قوم کا نام آگے بڑھایا اور اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے کامیابی کے سفر نے راستے ہموار کیے۔

اس معاشی آزادی نے اپنے ذمہ داری کا سامان اس نے ہماری موجودہ قومی کا پہنا منہ، سیاسی اور سماجی شخص برقرار رکھنے میں ایک بڑا کردار ادا کیا ہے۔ موجودہ قومی بے جوشیم کے بوجھ کے زیر اثر ہمیں ہے اور مساوی طور پر اپنے دشمنوں سے نگرنیے کے لیے سماجی اور ملی طور پر بالقتدار ہے۔ یہی وجہ ہے جب سے نریندر مودی اور آر ایس ایس کی مایوں پیا ہے اور وہ اس کل سے ذریعے ہوئے ہیں تب سے ایک شخص باپ اپنے مذہب اور دوشیں چیپچ کا سامنا کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہے۔ ساتھ ہی موجودہ قومی و مثل ہے جو انہیں تراتی اور مذہبی تشخص کے درمیان ایک توازن قائم کرنے کے قابل بھی ہے۔

موجودہ تناظر میں ہمارے سیکولر اور جمہوری رجحانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ملک میں ماننڈ کی جانے والی نئی نئی پالیسیوں کے تعلق سے پارلیمنٹ اور دیگر فورمس میں سوال اٹھائیں ساتھ ہی ساتھ ایک ایسی سیاست کو آگے بڑھانے کی جدوجہد کریں جس کے ذریعے ہم اپنے ملک کو اس کے معمار وطن کی خواہشات کے مطابق ایک بہتر ملک بنانے میں کامیاب ہوں۔ جہاں سبھی قومیں مل مل کر ساتھ رہسکیں اور ملک کی ترقی و بہبود میں یکساں کردار ادا کرسکیں۔ ساتھ ہی موجودہ دور میں قوم کے مذہبی رجحانوں اور اداکار بن کی نئی نئی پالیسیوں کے تعلق سے ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قوم کو صحیح سمت میں لے جانے کی کاوشیں اور تحریری عملی طور پر شروع کریں۔

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی
9810371907

ملک میں 26 جنوری کو یوم جمہوریہ منایا جانے والا ہے۔ یعنی آئین کے نفاذ کا دن۔ جس میں ہم بھی شامل ہوں گے۔ جب سابق تمام ریاستوں میں آئین کی پابداری اور اس میں یقین کا اظہار کیا جائے گا۔ یقینی، اپنی تقاضوں کی تکمیل اور جمہوری قدروں کا احتکام بخشنے کا عہد دہرایا جائے گا۔ جیسے آئین پر عمل پیرا ہو کر ہی تمام شہریوں کے فوائد کی تعبیر ممکن ہے۔ لیکن یوم جمہوریہ کی تقریبات رسمی پرید جلسیاں، جلوسوں کے کرتب، راج پتھ پر فوجی طاقت کے مظاہرے، اسکولی بچوں کے ثقافتی پروگراموں، یوم الہامات کے لئے چندہ ہمتیوں کے ناموں کے اعلان، بہادری کے غیر معمولی کارناموں کیلئے فوجیوں اور بچوں کو اعزازات سے نوازے جانے تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔

سال در سال منائے جا رہے یوم جمہوریہ میں اب وہ بنیادی احساس پیچھے چھوٹتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے بھارت ریپبلک بن پایا تھا یعنی آئین کے نفاذ کا مقصد کیا تھا یہ بات عام لوگوں کے ذہن سے اوجھل ہوتی جا رہی ہے۔ اسی کی وجہ سے ملک میں ایک کے بعد ایک ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن سے آئین کی روح مجروح ہوتی ہے۔ اس وقت جب سے عوامی نمائندے اپنی کنیت کی بحالی اور عہدے پر فائز ہونے سے قبل حلف لیتے ہیں کہ ہم بھارت کے شہری اپنی جمہوریت میں مکمل یقین رکھتے ہیں، اپنے ملک کے آئینی تقاضوں کو پورا کرنے۔ آزادانہ اور غیر متعصبانہ عمل کے ذریعہ ہر شہری کے ساتھ منصفانہ رویہ اپنائیں گے۔ مذہب، ذات، جماعت اور زبان کسی طرح کے تحفظات سے پاک رہیں گے لیکن ملک سے سوت کیا ہے؟ ہمارے وزراء عوامی نمائندے ایک طبقہ اور مذہب کے خلاف نفرت انگیز تقریریں کرتے ہیں کہیں مذہب کو تو کہیں ذات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ عبادت گاہوں، مزاروں اور خواتین پر حملے اس کی مثال ہیں۔ کرناٹک میں مسلم خواتین کے حجاب پر پابندی، جھوی تشدد اور پرشل لا پر مداخلت آئین کے خلاف ہے۔ شہریت ترمیمی قانون، جس جمہوریت کی پرورش میں مغربی بنگال کی بھانجی کو جگہ دینا، سماج کو مذہب کی بنیاد پر بانٹنے کی کوشش اور پیس اور ایجنسیوں کے ذریعہ حکومت کی پالیسیوں پر سوال اٹھانے والوں کی آواز کو دبانا آئین پر کسی طاغی طرح کی قوقیت دینے کا نتیجہ ہے۔ اس سے ملک کا وفاقی ڈھانچہ بھی کمزور ہوگا۔

جمہوری نظام حکومت کا اپنا تحفظ وقت سے امید کی بھی تھی کہ عوام اپنی حکومت خود منتخب کریں گے تو ان کی پریشانیاں ختم ہوں گی۔ لیکن عوامی بھلائی کی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے وقت بھی بھی جمہوری قدروں کی اہمیت نہیں دی گئی۔ سیاسی جماعتوں نے اپنے منصوبے ذات اور طبقات کی آبادی کو دھیان میں رکھ کر تیار کیے۔ اس کی وجہ سے سیاست میں عوامی مدوں کی جگہ پلرازیشن نے لے لی۔ پالیسی سازی میں بھی اس کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے۔ سیاست عوام کے مسائل کو خطاب کرنے کے بجائے اقتدار پر قابض ہونے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ رائے مقتدر ہے پر جاہ مقتدر ہو گیا ہے۔ ہم بھارت کے لوگ کی اجتماعیت جے آئین اور جمہوریت کی روح ہے۔ اس لئے ہمارا آئین مذہب، زبان، ثقافت، تہذیب، علاقہ، صنعت سے اوپر اٹھ کر ہر ایک شہری کے مفاد میں کام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہی اقتدار کی کنجی عوام کے ہاتھ میں دی گئی۔ اگر کوئی نگہران تاثاشا بن جائے اور ان مقاصد کا پورا نہ کرے تو عوام اس کو بدل سکیں۔ لیکن ذات مذہب کی سیاست نے اب پارٹی ممالک کی منظوم اقلیتوں کو شہریت دینے والے پر جو قانون لاگو کیا گیا ہے۔ وہ دستور آئین و جمہوریت کی روح کو مجروح کرنے والا ہے بلکہ سماج کے تانے بانے کو بھی درہم برہم کرنے والا ہے۔ اسی لئے لوگ احتجاج کے لئے سڑکوں پر اتر گئے ہیں۔ احتجاج کرنا آزادی کے نعرے لگا رہے ہیں۔ آئین کے تحفظ کے لئے نقلہ انجمار تک پہنچ رہے ہیں۔ دیر دیر اثرات میں بھی خواتین 24 گھنٹہ دھرنے پر بیٹھی ہیں۔ مگر حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ عدلیہ سے امید تھی کہ وہ اس آئین کی روح کو بچائے رکھنے والے قانون پر پابندی لگائے گی۔ مگر سپریم کورٹ ان جواب دینے کے لئے حکومت کو پارٹیفٹ کلاؤٹ دے کر اس پر پانی پھیر دیا۔

کیسے منائیں یوم جمہوریہ کا جشن

فیصد لوگ انتخاب میں حصہ لیتے ہیں۔ ابھی پچاس سے ساٹھ فیصد عوام کی بات ڈالتے ہیں۔ پوچھنے پر کہا جاتا ہے کہ لائن میں لگ کر ووٹ ڈالنے میں وقت کیوں برباد کریں۔ اس کا کیا فائدہ ہے، ہماری رائے کا کوئی شخص تو کامیاب ہونے سے رہا۔ ہمارے پاس بے الیکٹوئی کا اندر ڈونا پڑنے والے ووٹوں سے الیکٹ کیا جا سکتا ہے۔ غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ سی الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ ووٹ دینے سے ووٹرلسٹ میں ان کا نام رہے گا اور وہ ملک کے شہری بنے رہیں گے۔ مگر نئے قانون کے بعد ووٹرلسٹ میں نام ہونا شہریت کی ضمانت نہیں ہے۔ آسام میں کئی مرتبہ این آر سی اپڈیٹ ہو رہی ہے۔ اس اپڈیٹ کی شہریت ثابت نہیں کر پائیں۔ اس لیے جو عوامی تحریک اس وقت چل رہی ہے اس میں انتخابی نظام کو بدلنے کی بات بھی ہونی چاہیے۔

26 نومبر 1949 کو مکمل ہوگیا تھا لیکن اس کے نفاذ کی تاریخ 26 جنوری 1950 متعین کی گئی۔ جنگ آزادی میں اس تاریخ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ 26 جنوری 1930 کو پہلی مرتبہ آزادی کا اعلان کیا گیا اور اسی دن مکمل آزادی کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ آئین کو اس دن نافذ کرنے کے پیچھے اکابرین کا مقصد یہ تھا کہ عوام میں مکمل آزادی کا احساس پیدا ہو۔ آئین کی خلاف ورزی ملک کے لئے فکر کی شرمناکی ہے۔ کیونکہ اس خلاف ورزی کرنے والا ہم واقعہ ہماری جمہوریت کو کمزور کرتا ہے۔ اس کا ثمر اندر از کرنا ہے ہمیں آئین کی حفاظت، اس کے تقاضوں کی پابداری اور اس پر عمل پیرا ہونے پر یقینی بنانے کے لئے حکومت اور اتھامیہ میں سماج کے ہر طبقہ کی نمائندگی کو بھی لازمی بنانا ہوگا۔ تاکہ آپ میں اپنائیت کا احساس جاگے اور عمروی دور۔ دور نیوم جمہوریہ کے موقع پر قوم کے نام پیغام، جھلکیاں، پریڈ، انعام و اعزاز اور جشن بعد تقریب دارد۔

مذہب، ذات، زبان، صنف یا علاقہ کی بنیاد پر تفریق پیدا کرنا جمہوریت کے لئے اچھی علامت نہیں ہے۔ جبکہ جمہوریت میں عوام کے ذریعہ عوام کے لئے منتخب عوام کے ہاتھ میں حکومت ہوتی ہے اور وہ حکومت سب کے مفادات کا خیال رکھتی ہے۔ لیکن بھارت جیسے سیکریز ملک کے حکومت سازی کے لئے انتخابات کا جو نظام اپنایا اس میں سب کے ساتھ انصاف ممکن نہیں ہے۔ مولانا حسرت موہانی نے ملک کو اس طرف متوجہ کیا تھا لیکن اس کی باتوں کو ان سنا کر دیا گیا۔ اسی کا نتیجہ آج ملک بھگت رہا ہے سسٹم کے مطابق ہونے پائیں گے۔ کہ ایک بی جے پی نظام کے تحت۔ فرسٹ پاسٹ دی پوسٹ ووٹنگ متحدہ (ایف پی ٹی پی) میں جو امید وار اپنے حلقہ میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتا ہے وہ کامیاب مانا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پچیس فیصد ووٹ حاصل کرنے والی جماعت کا پارلیمنٹ کی 80 فیصد سیٹوں پر قبضہ ہو جاتا ہے اور اس کی حکومت بن جاتی ہے۔ ایسی حکومت کبھی بھی سوفیصد لوگوں کے حق میں کام نہیں کر سکتی۔ اس نظام کو دوڑ، حکومت اور جمہوریت کے لئے مضر مانا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں اقلیت، قبائل، پسماندہ اور کمزور طبقات کو نمائندگی نہیں مل پاتی۔ جبکہ لسٹ سسٹم میں جس جماعت کو جتنے فیصد ووٹ ملتے ہیں پارلیمنٹ میں اس کی اتنے فیصد نشستیں ہیں۔ اس طرح ایوان میں عوام کو سوفیصد نمائندگی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں یہ نظام رائج ہے۔

لسٹ سسٹم کو اپنانے سے انتخابی بدعنوانی فری ووٹنگ، الی وی ایم سے چھیڑ چھاڑ، دھن، بل اور دارو مرغے سے ووٹ خریدنے کے واقعات کم ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں امیدوار الیکشن نہیں لڑتے جبکہ سیاسی جماعت چناؤ لڑتی ہے۔ وہ اپنے نمائندوں کی لسٹ انتخابی کمیشن کو دے دیتی ہے۔ ووٹ فیصد کے لحاظ سے لسٹ میں موجود افراد کو نمائندگی دے دی جاتی ہے۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ سو فیصد لوگ اور اس کی جماعت کو ووٹ دیتے ہیں۔ اس سے پہلے اس میں دونوں پارٹیوں کو ووٹ دینے والے ووٹر اپنے ووٹ کو ضائع سمجھتے تھے۔ اس سے پہلے اس طور پر

یوم جمہوریہ اور جمہوری قدروں کی پامالی

ڈاکٹر سید احمد قادری
رابطہ: 9934839110

یوم جمہوریہ کے موقع پر اپنے ملک کی جمہوریت کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر جن ممالک میں جمہوری نظام قائم ہے ان کا ایک عمومی جائزہ لیا جائے تو تمہیں بہت زیادہ مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ایسے بیشتر ممالک، جہاں جمہوریت قائم ہونے کا باوجود جمہوری اقدار کا اقتدار مسلسل پامال کر رہا ہے۔ جمہوریت کا بنیادی تقاضہ اور مفہوم یہ ہے کہ تمام باشندوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں اور سبھوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے۔ لیکن افسوس کہ ادھر چند برسوں میں جمہوریت کی پامالی سبھی ممالک میں عام ہوتی جا رہی ہے۔ جس کے باعث سیکولر اور امن پسند لوگوں میں تشویش لاحق ہے۔ ان حالات کو دیکھنے اور شدت سے محسوس کرتے ہوئے گزشتہ ماہ کے دسمبر ماہ میں امریکی صدر جو بائیڈن کی میزبانی میں وہائٹ ہاؤس کے ساتھ کوئرٹ آن ڈیموکریسی اور ورچوئل جمہوریت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اپنے خطاب میں جو بائیڈن نے اس بات پر زور دیا کہ جمہوریت عالمی انسانی حقوق اور دنیا بھر میں رونق مسلسل اور تشویشناک چیلنجز کے مقابلے کے لئے پیشہ ورانہ کی ضرورت ہے۔ دنیا بھر میں عوام کا جمہوری حکومتوں پر عدم اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومتیں ان کی بنیادی جمہوری ضروریات کو پورا کرنے میں ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔ حیرت میں ڈوب جانے والی بات یہ ہے کہ اس عالمی جمہوریت اور ورچوئل کانفرنس میں وزیر اعظم ہندنریندر مودی نے بھی، جن پر مسلسل ملک کی جمہوریت کو پامال کرنے پر تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، انھوں نے بھی اس جمہوریت سربراہ کانفرنس میں شرکت کی اور اپنی تقریر میں جمہوری قدروں کے فروغ کو تسلیم کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ تمام ممالک کو آئینی اصول پر عمل کرنا چاہئے۔ اس چوٹی کانفرنس میں مودی نے ہمیشہ کی طرح اس بات کو بھی دہرایا جو وہ اکثر ملک کے اندر اور بین ملکی ایسی کانفرنس یا پھر بیرون ممالک کے سفر کے دوران بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان ملک کو سب سے بڑی جمہوریت کے طور پر عالمی سطح پر جمہوری اقدار کو مضبوط کرنے کے لئے شراکت داری کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہے۔ مودی نے ایک" دیپک" بات اس خاص عالمی جمہوریت کانفرنس میں یہ بھی کہ تمام ممالک کو اپنے آئین میں درج اقدار کی پیروی کرنی چاہئے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہندوستانی جمہوریت کے چھ ستون، حساسیت، جوابدہی، شراکت داری اور اصلاحات ہیں۔ اس موقع پر مودی نے تمام ممالک کو آئینی اصولوں پر عمل کرنے کی بھی نصیحت دے ڈالی ہے۔

اس پورے تناظر میں اب ہم مودی کے لئے جس پر کاربار ی مسجد گرانی سکھوں کو مخفوظ کرنے کے لئے آئینک وادی صوفت کرکے ہم نے گھر گھر قتل عام کروایا۔ انوہوت جاتی اور جو جاتیاں، اسے چھترے وگ، اوبی سی کے آرچمن کو سپریم کورٹ کے جوں کی مدد سے آرچمن کو سماپت کروایا۔ ہمارا ایک دوشیئے ہے کی امید کرکے سنویدھان کو پوزنہ نشٹ کرکے دیش میں لوک منتر کے استھان پر رام راجیہ کی استھاپنا۔ بھارت کو ہندو راشٹر کا شٹ کرنے سمکرت کو راشٹر بھاشا بنانے تتھا منو اسمرتی کے آدھار پر سنویدھان کی نئی رچنا کرنے سنبدھ میں امید کرکی موتی کوشٹ کے اس کے استھان پر منوی وشال پرتیما استھاپت کرنا۔۔۔۔۔ اسی نتائج کے سنگھیہ 2 پر" ہندو دھرم سنہ دوارا انوہوت ،گوجیئے دنیا بڑے کے بھگھا کی پراپت کرنے شری رام، ہندو قومی پوترنگری پر ایک ہی پرچار میں، ہمارا سپریم سنگھ، وشو ہندو پرشد، بجرنگ دل، اوپم اصل بھارتیہ، برہمن مہا سبھا، ایک ساموحک ہندو دھرم سنہ کے روپ میں ایک جٹ ہو کر سنگٹھت کرتے ہیں کہ بھوشیہ میں ہمارا ایک مت سنگٹھت پریاس اوپم مجھ آرچمن کی سماپتی، بھارتیہ سنویدھان کوشٹ کرنے، بودھ دھرم، جینی دھرم اوپم مسلم دھرم کے بڑھتے پربھاؤ کو سماپت کرنے اور دلت آدوان میں چھوت ڈالنے اور انھیں وبھاجت رکھنے کا ہوگا۔ اس لچھیہ کی پراپتی کے لئے نمن لکھت استر سنسترِ ،دھرم کرم اوہر متھیا کوت تتھی اپنائی جائے۔ اس میں اپنی کمیکتی نہ اسمجھا ہوں کرتے ہی ہمارا دھیئے ہوگا۔" اس تحریر کے بعد ہر ایک سے سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کے سلسلہ نمبر 23 کا ایک اقتباس درج بالا سطور میں ہے۔ میں نے نقل کیا ہے۔ اس تناسخ کے آخر میں ایک نوٹ بھی دیا گیا ہے، جس میں لکھا گیا ہے کہ" یہ پرنت گوپنیے دستاویز ہے کہ کسی بھی حالت میں انوہوت جاتی، رجن جاتی، اتے چھترا اور گی پراپت دھرم کے دروودھ کام کرنے والے ویکتی کے ہاتھوں میں نہیں لگنا چاہئے۔"

ملک کی سالمیت اور جمہوریت مخالف ایسے ایجنڈے کا بڑھاوا کرنے کے لئے اور ہندو مذہب کو بدنام کرنے کے لئے کیسے کیسے ہتھکنڈے اپنائے جا رہے ہیں۔ سرجیا رسنگھ سے پتلی آزری بیاں کی لکاشمی تہذیب وقمدن کو ملک کی شان اور پہچان بنایا۔ اسے فتم کرکے منظم ومنصوبہ بند کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ملک کے سالات کو بگاڑنے والوں کے سامنے ایجنڈہ ہندو کا ہے، جس کے لئے دھلک کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے جمہوریت اور سالمیت کے لئے کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ جس طرح معصوم لڑکوں کے ذہن کو ہوا رانگہ وزہریلا بنایا جا رہا ہے۔ دھلک کے دھرم سنہ" کے غیر انسانی اور غیر آئینی بیانات نے پوری دنیا کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ ۔ چند سال قبل اھل بھارتیہ ہندو پرچار سنگھ، وارانسی کے جاب سے کہا تھا کہ ہمیں بتنی" گوپنیے (خفیہ) تناسخ سامنے آیا تھا۔ اس تناسخ میں اس قدر زہر بھرا ہوا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد ایک عام انسان جوش وجنوں سے بھر جائے گا۔ ایک جاب سازی باتوں کے ساتھ اس تناسخ کے صفحہ 14 پر موجود شمارنمبر 23 پر ذکر ایک مختصر تجویز مطالعہ کریں اور محسوس کریں کہ منافرت کی کیسی فضا تیار کی جا رہی ہے۔ اس صفحہ پر لکھا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو کھدیڑنے کے لئے جو چار اہم ستون ہیں، ان چاروں ستون پر موجود حکومت کی گرفت مضبوط ہو چکی ہے اور بلا شبہ ان کی گرفت مضبوط ہونے سے جمہوریت کمزور پڑ گئی ہے۔ حکومت نے بہت چالاکی سے پہلے جمہوریت کے بہت اہم ستون، راشٹر پتی بھون کو ہندوانے کے لئے ملک کے میڈیا پر کودات کے اظہار پر بنجا کرکا ان کی سماجی گویائی اور سچائی کے اظہار کو سلب کر لیا۔ ان کی دخت کے آگے میڈیا، ایسے فراٹس بھول گیا اور یہ بھی بھول گیا کہ صحافت، تجارت نہیں ہوتی بلکہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ عدلیہ کو یرغمال بنانے کی کوششوں پر دلی زبان میں لوگ اظہار کر رہے تھے، لیکن سپریم کورٹ کے چار معزز ججوں نے عوام کے سامنے آ کر جس طرح کی باتیں، بہت سی دلی من کے ساتھ کہی تھیں، ان باتوں نے تو ایک طوفان کی لا دیا تھا۔ اس وقت بھی موجود ہے سپریم کورٹ کے بینچ جسٹس لوین دی ماننے بہت ہی واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ مضبوط جمہوریت کے لیے صحت مند وماتبادلی نظام بہت ضروری ہے۔ جسٹس رمنا بھی بار ملک میں جمہوریت کی پامالی پر اظہار افسوس کر چکے ہیں۔ ابھی دھرم سنہ" کا معاملہ سامنے آیا تو وہ ذرا بھی بے باک اظہار میں جمہوریت میں قانون کی حکمرانی پر زور دیتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ قانون کی حکمرانی نہیں رہی تو اندارکی چیت مسلم آف انڈیا ملک بہت سارے ملک کے دانشوروں، عالمی شخصیتوں کے اظہار کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ایجنڈہ کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں یقینی اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے عوام، اداروں، ایجنڈہ اور خواب کو پورا کرنے کے لئے سنگھ کے لوگ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے، وہ بہر حال ملک کی جمہوریت اور سالمیت کے لئے کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ جس طرح معصوم لڑکوں کے ذہن کو ہوا رانگہ وزہریلا بنایا جا رہا ہے، وہ ملک کے مستقبل کے راستے میں کانٹے بونے جیسا ہے۔" دھرم سنہ" کے غیر انسانی اور غیر آئینی بیانات نے پوری دنیا کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے ۔ چند سال قبل اھل بھارتیہ ہندو پرچار سنگھ، وارانسی کے جاب سے کہا تھا کہ ہمیں بتنی" گوپنیے (خفیہ) تناسخ سامنے آیا تھا۔ اس تناسخ میں اس قدر زہر بھرا ہوا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد ایک عام انسان جوش وجنوں سے بھر جائے گا۔ ایک جاب سازی باتوں کے ساتھ اس تناسخ کے صفحہ 14 پر موجود شمارنمبر 23 پر ذکر ایک مختصر تجویز مطالعہ کریں اور محسوس کریں کہ منافرت کی کیسی فضا تیار کی جا رہی ہے۔ اس صفحہ پر لکھا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو کھدیڑنے کے لئے جو چار اہم ستون ہیں، ان چاروں ستون پر موجود حکومت کی گرفت مضبوط ہو چکی ہے اور بلا شبہ ان کی گرفت مضبوط ہونے سے جمہوریت کمزور پڑ گئی ہے۔ حکومت نے بہت چالاکی سے پہلے جمہوریت کے بہت اہم ستون، راشٹر پتی بھون کو ہندوانے کے لئے ملک کے میڈیا کو دولت کے اہمار پر بنجا کرکا ان کی سماجی گویائی اور سچائی کے اظہار کو سلب کر لیا۔ ان کی دخت کے آگے میڈیا، ایسے فراٹس بھول گیا اور یہ بھی بھول گیا کہ صحافت، تجارت نہیں ہوتی بلکہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ عدلیہ کو یرغمال بنانے کی کوششوں پر دلی زبان میں لوگ اظہار کر رہے تھے، لیکن سپریم کورٹ کے چار معزز ججوں نے عوام کے سامنے آ کر جس طرح کی باتیں، بہت ہی دلی من کے ساتھ کہی تھیں، ان باتوں نے تو ایک طوفان کی لا دیا تھا۔ اس وقت بھی موجود ہے سپریم کورٹ کے بینچ جسٹس لوین دی ماننے بہت ہی واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ مضبوط جمہوریت کے لیے صحت مند وماتبادلی نظام بہت ضروری ہے۔ جسٹس رمنا بھی بار ملک میں جمہوریت کی پامالی پر اظہار افسوس کر چکے ہیں۔ ابھی دھرم سنہ" کا معاملہ سامنے آیا تو وہ ذرا بھی بے باک اظہار میں جمہوریت میں قانون کی حکمرانی پر زور دیتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ قانون کی حکمرانی نہیں رہی تو اندارکی چیت مسلم آف انڈیا ملک بہت سارے ملک کے دانشوروں، عالمی شخصیتوں کے اظہار کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ایجنڈہ کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں یقینی اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے عوام، اداروں، ایجنڈہ اور خواب کو پورا کرنے کے لئے سنگھ کے لوگ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے، وہ بہر حال ملک کی جمہوریت اور سالمیت کے لئے کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ جس طرح معصوم لڑکوں کے ذہن کو ہوا رانگہ وزہریلا بنایا جا رہا ہے، وہ ملک کے مستقبل کے راستے میں کانٹے بونے جیسا ہے۔"

شکر کی طرح رہتے چلے آ رہے ہیں۔ صدیوں سے یہاں گنگا جمنی تہذیب وتمدن کی فضا پروان بسی ہے۔ دوستی، محبت، بھائی چارگی، یکجہتی، مساوات، اخوت یہاں کی شناخت ہے اور بھارت وہ ملک ہے، جہاں شاندار جمہوریت قائم ہے۔ جمہوریت کے لغوی معنی لوگوں (عوام) کی حکمرانی کے ہیں اور آزادی ہندوستان کے بعد 26 جنوری 1950ء سے باباصاحب امبیدکر کی زنمانی میں تیار اور نافذ کئے جانے والے آئین کے تحت اس ملک میں جمہوریت اپنی پوری مضبوطی اور استحکام کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔

لیکن افسوس کہ ہمارے ملک کی شاندار اور مثالی جمہوریت کو تشیع پھیر برہمن سے ری طرح پامال ہو رہی ہے ملک کی جمہوریت کو یہاں کی فرقہ پرست طاقتیں مسلسل برباد کرنے کے در پے ہیں۔ جس کے باعث یہاں کے سیکولر اور امن پسند لوگ تشویش کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم کریں تو اس لیے کہ ہمارے ملک کی جمہوریت کو یہاں کی فرقہ پرست طاقتیں مسلسل برباد کرنے کے در پے ہیں۔ جس کے باعث یہاں کے سیکولر اور امن پسند لوگ تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس اور اوپر کا ملاحوی ہے کہ جمہوریت میں اس طرح آئین کے خلاف زہر بھرا ہے کہ پھر لوگ ایسا سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس ملک کو ہندو راشٹر بنتے بنانے کے لئے باباصاحب بھیم راؤ امبیدکر کی زنمانی میں تیار اور نافذ کیا جانے والا آئین ہی رکاوٹ بن رہا ہے۔ اس لئے جتنا جلد ہو سکے، اسے تبدیل کر کے اپنے لئے جتنا جلد ہو سکے۔ آئین بدلنے کی بات اکثر سنگھ کے پنڈتوں کی زبان سے سنی جا رہی ہیں۔ لیکن ایک دن نی جے پی کے ایک (سابق) وزیر مملکت اننت کمار ہیگڑے اور دیگر لیڈروں کی زبان پر دلی دل کی بات زبان پر آ ہی گئی تھی۔ انھوں نے ایک عوامی جلسہ میں یہ بات کہی تھی کہ دراصل نی جے پی کی حکومت ملک کا آئین بدلنے کے لئے ہی اقتدار میں آئی ہے اور تکمیل قریب میں اس پر عمل کیا جائے گا۔ جب ایک مرکزی حکومت کے ایک ذمہ دار وزیر کی زبان سے ایسا خطرناک بیان عوامی طور پر سامنے آیا تو لوگ چونک پڑے۔ اس بیان کی مخالفت میں خوب خوب احتجاج اور مظاہرے ہوئے تھے۔ اس بیان کے بعد پارلیمنٹ سے سڑکوں تک ہر لوگ اترے ہے۔ معاملہ بظاہر سرد پڑ گیا تھا لیکن ایسا ہوا نہیں تھا۔ اس وقت صنعت پسندی سے کام لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی جمہوریت کو جو چار اہم ستون ہیں، ان پر کارباری سمجھ گرانی سکھوں کو مخفوظ کرنے کے لئے آئینک وادی صوفت کرکے ہم نے گھر گھر قتل عام کروایا۔ انوہوت جاتی اور جو جاتیاں، اسے چھترے وگ، اوبی سی کے آرچمن کو سپریم کورٹ کے جوں کی مدد سے آرچمن کو سماپت کروایا۔ ہمارا ایک دوشیئے ہے کی امید کرکے سنویدھان کو پوزنہ نشٹ کرکے دیش میں لوک منتر کے استھان پر رام راجیہ کی استھاپنا۔ بھارت کو ہندو راشٹر کا شٹ کرنے سمکرت کو راشٹر بھاشا بنانے تتھا منو اسمرتی کے آدھار پر سنویدھان کی نئی رچنا کرنے سنبدھ میں امید کرکی موتی کوشٹ کے اس کے استھان پر منوی وشال پرتیما استھاپت کرنا۔۔۔۔۔ اسی نتائج کے سنگھیہ 2 پر" ہندو دھرم سنہ دوارا انوہوت ،گوجیئے دنیا بڑے کے بھگھا کی پراپت کرنے شری رام، ہندو قومی پوترنگری پر ایک ہی پرچار میں، ہمارا سپریم سنگھ، وشو ہندو پرشد، بجرنگ دل، اوپم اصل بھارتیہ، برہمن مہا سبھا، ایک ساموحک ہندو دھرم سنہ کے روپ میں ایک جٹ ہو کر سنگٹھت کرتے ہیں کہ بھوشیہ میں ہمارا ایک مت سنگٹھت پریاس اوپم مجھ آرچمن کی سماپتی، بھارتیہ سنویدھان کوشٹ کرنے، بودھ دھرم، جینی دھرم اوپم مسلم دھرم کے بڑھتے پربھاؤ کو سماپت کرنے اور دلت آدوان میں چھوت ڈالنے اور انھیں وبھاجت رکھنے کا ہوگا۔ اس لچھیہ کی پراپتی کے لئے نمن لکھت استر سنسترِ ،دھرم کرم اوہر متھیا کوت تتھی اپنائی جائے۔ اس میں اپنی کمیکتی نہ اسمجھا ہوں کرتے ہی ہمارا دھیئے ہوگا۔" اس تحریر کے بعد ہر ایک سے سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کے سلسلہ نمبر 23 کا ایک اقتباس درج بالا سطور میں ہے۔ میں نے نقل کیا ہے۔ اس تناسخ کے آخر میں ایک نوٹ بھی دیا گیا ہے، جس میں لکھا گیا ہے کہ" یہ پرنت گوپنیے دستاویز ہے کہ کسی بھی حالت میں انوہوت جاتی، رجن جاتی، اتے چھترا اور گی پراپت دھرم کے دروودھ کام کرنے والے ویکتی کے ہاتھوں میں نہیں لگنا چاہئے۔"

ملک کی سالمیت اور جمہوریت مخالف ایسے ایجنڈے کا بڑھاوا کرنے کے لئے اور ہندو مذہب کو بدنام کرنے کے لئے کیسے کیسے ہتھکنڈے اپنائے جا رہے ہیں۔ سرجیا رسنگھ سے پتلی آزری بیاں کی لکاشمی تہذیب وقمدن کو ملک کی شان اور پہچان بنایا۔ اسے فتم کرکے منظم ومنصوبہ بند کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ملک کے سالات کو بگاڑنے والوں کے سامنے ایجنڈہ ہندو کا ہے، جس کے لئے دھلک کے ساتھ کام کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے جمہوریت اور سالمیت کے لئے کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔ جس طرح معصوم لڑکوں کے ذہن کو ہوا رانگہ وزہریلا بنایا جا رہا ہے، وہ ملک کے مستقبل کے راستے میں کانٹے بونے جیسا ہے۔"

بہر حال 26 جنوری 1950 کو یہ نیا آئین لاگو ہوا۔ اس دن کو پہلا یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد سے ہر سال پچیس جنوری کو یوم جمہوریہ بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا رہا ہے راجتھ پر ایک شاندار پریڈ نکالی جاتی ہے جس ملک کی فوجی طاقت، رنگارنگ تہذیب کی جھلکیاں اور ترقی کے شاندار مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس سال" زادی کے 75 برس پورے ہونے کی خوشی میں" آزادی کا امرت مہوتسو" منایا جا رہا ہے اس لئے زیادہ ہی جوش وخروش ہے۔ عظیم قومی رہنماؤں نے جو آئین مرتب کیا تھا اس کی بنیاد جمہوریت اور کثرت میں وحدت (unity in diversity) پر ہے اس لئے ایک ایسا دستور بنایا گیا کہ سماج میں انصاف اور بھائی چارہ قائم ہو۔ اس کی ابتداء یہ ہی" ہم بھارت کے لوگ (we the people of india) سے کی گئی ہے جو ثابت کرتا ہے کہ عوام ہی اصل میں صاحب اقتدار ہیں بالاسی امتیاز کی زبان تہذیب اور ثقافت کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے۔ انھیں زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انھیں چلانے کی آزادی حاصل ہے۔

ملک کے ہر شہری کو مذہبی مذہب اختیار کرنے اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا بھی اختیار آئین نے دیا ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شہریوں کے حقوق سلب کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کا پہلا بڑا تجربہ عوام کو وزیر اعظم اندرا گاندھی کے دور میں 1975 سے 1977 تک ایمرجنسی کے دوران ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ آج کے حکمرانوں کی نظر میں آئین کی کیا وقعت یا کیا احترام ہے یہ نوشتہ دیوار ہے۔ ایک جمہوری اور سیکولر دستور ہونے کے باوجود ملک کو لاتا فرقہ پرستی کے دلدل میں گرتا جا رہا ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ تعصب اور جانب داری میں لاتا زاضافہ ہو رہا ہے۔ بنیادی اصولوں کی پاسداری میں حکومتیں قاصر ہیں ہر قدم پر دستوری پامالی دکھ رہی ہے جمہوریت، سیکولرازم اور قانون کی حکمرانی (Rule of Law) خواب کے ماتحت ہوتے جا رہے ہیں۔ (جاری)

یوم جمہوریہ کا جشن، آئین کی پاسداری کا عہد بھی

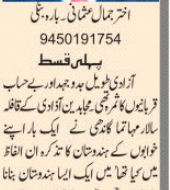

اختر جمال عثمانی۔ پارہ ٹکی
9450191754

پہلی قسط

آزادی طویل جدوجہد اور بے حساب قربانیوں کا ثمر ہے۔ مجاہدین آزادی کے قافلہ سالار مہاتما گاندھی نے ایک بار اپنے خوابوں کے ہندوستان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا تھا" میں ایک ایسا ہندوستان بنانا چاہتا ہوں، جس میں سماج کا غریب ترین آدمی بھی فخر کرے، اسے یہ احساس ہو کہ اسے بنانے میں اس کا بھی کوئی حصہ ہے، ایک ایسا ہندوستان بنانا چاہتا ہوں جس میں ذات پات کی بنیاد پر کوئی تفریق اور امتیاز نہ ہو، ایسا ہندوستان جس میں سبھی اقوام ایک ساتھ امن وامان سے رہتے ہوں، چھوا چھوت کے لئے نہ جس میں جگہ ہو، عورتوں کو بھی وہی حقوق وتحفظ حاصل ہوں جو مردوں کو ہیں۔ یہی میرے خوابوں کا ہندوستان ہے" اب ایک ایسے آئین کی ضرورت محسوس ہوئی کہ دور نکل کر آزادی کی فضا میں سانس لینے والے عوام کی امنگوں کے مطابق ہو۔ چنانچہ آزاد ہندوستان کا آئین تیار کرنے کے لئے آزادی کے ایک سال قبل ہی سات ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی، جنکے صدر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر بنائے گئے۔ کڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ کام کرتے ہوئے تقریباً تین سال کا عرصہ لگا دستور تیار ہو نے میں۔ دستور ساز اسمبلی میں دستور کی ہر ہر شق پر طویل بحث کے بعد 26 نومبر 1949 کو اسے منظور کیا گیا۔ 24 جنوری 1950 کو اس پر مولانا حسرت موہانی کے علاوہ تمام ارکان نے اس پر دستخط کر دئے۔ مولانا نے ذرا فٹ پر اپنے نوٹ میں لکھا" یہ دستور برطانوی دستور کا ہی اثراء اور توضیح ہے جس سے آزاد ہند دستانیوں اور آزاد ہند کا منصوبہ پورا نہیں ہوتا"۔

26 / جنوری قومی یادگار کے اظہار کا دن

حافظ محمد شمس قادری مصباحی، جمشید پور

26 / جنوری یوم جمہوریہ کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے، کیونکہ اسی روز مرتب کردہ آئین آسمبلی کے ذریعہ نافذ العمل کیا گیا تھا۔ اس دن کا پس منظر یہ بھی ہے کہ 1930 میں لاہور کے مقام پر دریائے راوی کے کنارے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے اجلاس میں جس کی صدارت جواہر لال نہرو نے کی تھی۔ ڈومینین اسٹیٹس کے بجائے مکمل آزادی کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دے کر 26 جنوری کو یوم آزادی کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس روز شاندار قومی پریڈ اور جھانکیوں کی نمائش کے علاوہ پرچاؤں اور جشن کی تقریبات منا کر ہندوستانی عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ وہ تحریک آزادی کے اصولوں کی روشنی میں مکمل طور پر آزاد خود مختار ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی کی طرف رواں ہیں۔ لیکن کیا دنیائی حقیقت یہ ہے کہ ملک دو تہائی مکمل طور پر آزاد ہے اور بڑی عوام الناس کو اپنی خوشحالی اور فارغ البالی کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا ہے۔ یہ ذرست ہے کہ سیاسی طور پر جنگی سلگرانی کا نعرہ تو ہو چکا ہے اور ملیہ فاسد لگراؤں کی بجائے محمدی رنگ کے حکمران برسر اقتدار ہیں جو ہر وہ بادوا کام کر رہے ہیں، جس میں دو غلاپن ہی ہیں پڑ ہر وچھد کرنے کی ملوث تھے۔ یہ ملک ابھی تک پسماندگی، ناخواندگی، بیماری، اضمحال اور دوسری طرح کی طاعیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ سماجی طور پر منتشر، سیاسی طور پر اضمحال زدہ اور معاشی لحاظ سے اس وقت بھی ملک برابر ہمیں آپا بیانی ہے کیونکہ عیشت پر سامراجی طاقتوں، ان کے مقامی داؤاں اور بڑے بڑے لیڈراؤں کی مشترکہ گرفت مکمل طور پر موجود ہی نہیں بلکہ مضبوط ومحکم ہے۔ تمام تر معاشی پالیسیاں ورلڈ بنک، کمپنی نیشنل کمپنیوں، انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور انٹرنیشنل کنٹرولیٹر کے کنٹرول میں ہیں۔ چونکہ ملکی دولت کا زیادہ تر حصہ سامراجیوں، گماشتہ مقامی سرمایہ داروں اور بڑے بڑے لیڈراؤں کی تجوریں میں چلا جاتا ہے۔ اس لیے محنت کش عوام کنگال و معاشی طور پر ناآسودہ ہیں۔ اندریں حالات آزادی اور جمہوریت کا جو ثواب ہندوستانی عوام نے بڑے ذوق وشوق سے دیکھا تھا وہ ادھورا ہے، نقلی تعبیر سے اور اسے پورا کرنے کے لیے سخت جدوجہد اور بے لوث سیاسی ومعاشی قیادت کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ ہمارے سروں پر مسلط وفوج خس اور اضمحال نگران وسیاست دان بے شک اپنی منزل مراد۔۔۔۔۔ یعنی لو اور پھوڑ۔۔۔۔۔ پہنچ چکے ہیں لیکن عوام منزل تناسے کوسوں دور ہیں۔

جس قومیہ کو وعدات اور خود اختصاری کی پالیسی ترک کر کے لبرل معاشی پالیسی کے پیغام پر ملک کا عالمی سرمایہ دارمنڈی کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہو جس ملک کی معاشی ومالی پالیسیاں ورلڈ بنک، ملٹی نیشنل کمپنیوں، مانیٹری فنڈ بنک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن جیسے سامراجی ادارے سے طے کرتے ہوں، جہاں بیرونی سرمایہ داروں کو لوٹ کھسوٹ کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہو، جب مالی ومعاشی بحران کا ویلا بالکا مچا رہا ہو، جب برآمدات اور درآمدات میں تفاوت کے باعث تجارت میں سرمائوں موجود ہو، جب روپیہ کی قیمت 1960 کے مقابلہ میں چار بیشتر رہ گئی ہو جب آے دن غیر ملکی کمپنی کے مقابلہ میں ہندوستانی روپیہ کی قیمت گرتی جا رہی ہو جب صنعت وحرفت میں غیر ملکی غلبہ ہو، جب معاشی پالیسیاں ملک کو قرضے کی آزادی اور خود بینی وخود نگری کا اظہار اصل بہ حقوق اس ملک، قوم اور معیشت کو آزاد کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ جب کھلم کھلا غیر ملکی سامراجی طاقتیں اس ملک کی معیشت وسیاست پر قبضہ کرنے کے لیے آپس میں برسر پیکار ہوں، تو اسے آزاد معیشت وجمہوری سیاست کا نام کیسے دیا جا سکتا ہے؟ یہ سب نیم آزادی معاشرہ کی خصوصیات ہیں جو ہم اپنے سروں پر سوار دیکھتے ہیں۔ اس لیے بادشاہ ہندوستان معاشرہ، نیم نوآبادیاتی معاشرہ ہے جیسے ہی ملکران جس تک وشبہ کے بغیر میڈیا کے زور پر آزاد اور حاکمیت اعلیٰ کا حامل معاشرے کا نام دیں۔

سوال یہ ہے کہ جب متذکرہ بالا سیاسی ومعاشی پالیسیوں کے تحلیل مفتعل ہو رہی ہیں اور ان کے مقامی گماشتہ سرمایہ داروں کا قبضہ ہو، جب زمین کے غالب حصہ پر لیڈر قابض ہوں تو عوام کی حالت بہتر کیسے ہو سکتی ہے؟ ان غلط ونا ہنجار پالیسیوں کی وجہ سے کہ ملک میں عزت منگی، بیکاری، بیروزگاری، مہنگائی، جنسی تشدد، رشوت، بھرشٹاچار، کنبہ پروری، اقربا نوازی، اور خاندانی راج تعینی بڑی چیزیں سر بازار کی رہی ہوں، تو مردود، کسان اور دیہاڑی مزدور کے لوگ کیوں بنگلال ہوتے رہیں۔ اس کے سبھی لوگ معنوں میں آزادی، خوشحالی اور تعمیر وترقی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے جسے یوم جمہوریہ Pre. Suppose کرتا ہے اور اسے عوام کی جیت کے سپنے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ یہ تو ذہنی پیچیدگی بات نہیں کہ ملک میں دولت کے بیشتر حصہ پر سامراجی مقامی گماشتہ سرمایہ دار اور لیڈراز قابض ہیں اور محنت کش تنہا فاقہ کشی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ آزادی کا پھل سامراجی گماشتہ سرمایہ دار، لیڈراز اور سیاسی پارلیمانی شہزادے کھا رہے ہیں اور مٹھوٹک الحال عوام مصائب والام کے شکار ہیں۔ اس لیے یہ کیسی زبان دیہات کے پیرائے میں کہا جا سکتا ہے کہ آزادی کے 74 سال بعد آج عوام جشن وخوشیاں منائیں کیونکہ وہ حقیقی طور پر آزادی اور معاشی مساوات سے ہمکنار ہیں؟ حقیقت حال یہ ہے کہ عام آدمی صبح سالح ذلت کے کھرے نار میں پڑا ہوا، اضمحال، گراں بازاری اور بے روزگاری کے عذاب کو جھیل رہا ہے۔ اس کے اس ناگفتہ بہ صورت حال کو خوش حالی اور فارغ البالی سے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ ہاں، اقتدار کے ریپانیاں گر کاغوں کو کھولی اور مفکلات ومصائب کو راحتیں قرار دیں تو بھی امر واقع یہی ہے کہ لوگ درد زدگی کھوکر میں کھارہے ہیں، کھلے ہی ملکران نظر انداز اشاعت کے ذریعہ رات دن خیالی بیتوں اور افسانوی خوشحالی کا ڈھنڈورا پیٹتی۔

ہندوستان ایک مختلف القومیتی ملک ہے جس میں مختلف مذاہب اور عقائد رکھنے والے لوگ صدیوں سے سب الوئنی کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ اس ملک کا اتحاد، سالمیت، یکجہتی صحیح معنوں میں وفاقی نظام قائم ہو، تمام مذاہب اور عقائد وافکار کو تحفظ حاصل ہو، قبائل اور زبان وثقافت کو پھلنے پھولنے کی رایں ہموار ہوں اور مختلف کو پھلنے پھولنے اور آزادانی کے کیا کیسے؟ اس کے برعکس جب کہ چھوٹی قومیتوں اور دیگر اقلیتوں کے آئینی وانسانی حقوق پامال کرکے مملا دعمانی طرز حکوم

کیا وطن عزیز کا جمہوری نظام اب ختم ہو رہا ہے؟

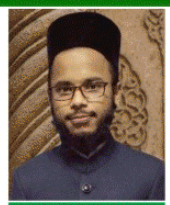

وزیر احمد مصباحی (بانکا)

واقعی اگر آپ دنیاوی ممالک کی تاریخ اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارا وطن عزیز" ملک ہندوستان" وہ واحد ملک ہے، جہاں جمہوری نظام بڑے اچھوتے پیمانے پر قائم ہے۔ یہی وہ ملک ہے جہاں تمام مذاہب کے لوگ بلا اختلاف رنگ و نسل ایک ساتھ مل جل کر زندگی گزار رہے کرتے ہیں۔ یقیناً اس میل ملاپ اور آپسی بھائی چارگی کی بنیاد یہاں کی رنگا رنگ تہذیب و تمدن اور بوقلمونی ہی پر منحصر ہے۔ آزاد بھارت سے پہلے یہاں تقریباً سوسالہ ایسی انگریزی حکومت قائم رہی ہے جو ظلم و ستم کی روسے اتنی جبری تھی کہ یہیں زندگی کے تمام شعبوں میں ایک غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے ہوتی تھی۔ مگر قربان جائیے وطن عزیز کے ان جواں ہمت اور قابل فخر مجاہدین آزادی پر جنھوں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر آزادی وطن کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی اور انگریزی حکومت سے ایسی سخت معرکہ آرائی کی کہ انھیں ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا؛ تب کہیں جا کر ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک آزاد ہوا اور پھر لگے ہاتھ ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء کو مادر وطن ایک آزاد جمہوری ملک بھی بن گیا۔ یقیناً اسی بڑے دن کے لیے گاندھی جی، مولانا ابو الکلام آزاد، عبد الغفار خان، علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ عنایت احمد کاکوروی جیسے عظیم پیشوؤں اور رہنماؤں نے بلا امتیاز مذہب و ملت اور رنگ و نسل اونچ نیچ کی محنت و لگن کے سہارے ہر ہندوستانی باشندوں کی رگ جاں میں حریت کی ایسی روح پھونک دی تھیں کہ انھوں نے اس راہ میں درپیش تمام تکلیفوں کو خوشی خوشی برداشت کر لیا؛ جتنی کہ وقت آنے پر تختہ دار کے ساتھ حاکم وقت سے بھی رشتہ جوڑتے گزر نہیں کیا۔ ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ اس دن کا یہ پس منظر ہندی تاریخ سے کبھی بھی محو نہیں کیا جا سکتا ہے جب ۱۹۳۰/ میں لاہور کے مقام پر دریائے راوی کے کنارے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے ایک تاریخی اجلاس میں جس کی صدارت ملک کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کی تھی، ڈومنین اسٹیٹس کے بجائے مکمل آزادی کے حصول کو اپنا واضح نصب العین قرار دیتے ہوئے ۲۶/جنوری کو یوم آزادی کے طور پر منانے کا ایک تاریخی فیصلہ کیا۔ شاید وطن کے نام پر مٹنے والا یہی وہ جوش و جذبہ اور امنگ حوصلہ تھا کہ جو آج بھی یہاں کی ہندی غیر میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ تھوڑے ہی عرصے میں پھر تو ایسی باد نسیم چلی کہ یہاں کے تمام باشندوں کو وطن عزیز کے ایک ایک ذرہ سے دلی پیار اور محبتی لگاؤ سا ہو گیا۔ ہاں! اسی وقت سے یہاں کی پرسکون فضا میں نشو و نما پانے والی ہر ایک جان کے نہاں خانہ دل میں مادر وطن کی چاہت کو ظاہر ایک ایسا منفرد جذبہ قائم ہو گیا کہ وہ آج بھی ہر ایک وفادار ہندوستانی کے دل میں ہر لمحہ پروان ہی پھرتا رہتا ہے۔ جسے ہم آج بھی قومی پرید، جھانجیوں کی نمائش اور تقریرات کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

مگر افسوس کہ آج کی اس ترقی یافتہ اور بھری آبادی میں پتہ نہیں بھی بھی ایسا کیوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہم مکمل طور پر آزاد اور خود مختار نہیں ہیں۔ عملی دنیا کی حقیقت ہمیں کچھ اور ہی بتانے پر مجبور کرتی ہے۔ سچ پوچھیں تو آج بھی ہمارا ملک مکمل طور پر آزاد اور یہاں کی عوام الناس فارغ البال نہیں ہیں۔ جی! یہ بلکل ایک زندہ اور عملی حقیقت ہے کہ ایک طویل عرصہ ہونے کو ہے، دولوگ جا چکے ہیں، دور، کوسوں دور۔ مگر موجودہ سیاسی بحران اور جماعتیں بھی تو ہر وہ کام کرنے میں ذرا بھی پیچھے نہیں ہیں جو کام ایٹ انڈیا کمپنی بھی کھلے عام کیا کرتی تھی۔ چھوٹ ڈالو اور راج کرو کی حکمت عملی جو انگریز نے اپنائی تھی آج وہی حکمت عملی اور ایجنڈا بے جی حکومت اپنا رہی ہے اور دن بدن مسلمان و ہندو کے نام پر ووٹ بینک کے ظاہر ہو جانا جائز کام کرنے کے لئے اتوالے ہو رہی ہے۔ آج تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سیاسی بے روزگاری اور بیماری کا ایک ایسا سنگین حصار ہمارے ارد گرد قائم کر دیا گیا ہے جہاں بنا تو خوشیوں کا داخلہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی سچی نومیت کی آزادی کی گزر بسر۔ بے چارے محنت کش عوام، جو خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں، اسے اپنی کمائی اور بھر پور محنت کا مکمل صلہ بھی نہیں مل پاتا۔ ہر طرف سے مہنگائی کی مار میں اگر کوئی دھکا بھی کھاتے ہیں تو وہ بے چارے غریب ہی ہوا کرتے ہیں۔ چند برسوں پہلے بینک کی قطاروں میں اگر کسی کی جان بلکان بھی ہوتی ہے تو وہ بھی ان مزدوروں اور کسانوں کی نصیب میں آئی ہے اور جی ایس ٹی کی فہرتو اس پر مستزاد۔

اور! چھوڑیں یہ تو ایک الگ ہی نومیت کا مسئلہ ہو گیا۔ آج کی اس سوشل میڈیا پائی اور جدید کمالوجی کے دور میں جب کہ ہر پوار معاشرہ، اس کی چھوٹ میں آ گیا ہو، کیا ہے اور کیا ہو رہے۔ ہر ایک افراد کا دن رات اس کی نمبینیوں میں گم رہنا آپ کو ایک عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا کر دینے کے لیے کافی ہے۔ جب ایک گھر میں رہ رہے تمام افراد کا ذہن کسی ضروری امر سے ہٹ کر کسی غیر ضروری چیز پر مرتکز ہو جائے تو پھر اس ضروری شئی کو کے کر انسانی طبیعت گھبرانے سی لگتی ہے کہ یہیں یہ ضروری امر بلکل فراموش اور حاشیہ ذہن سے محل نہ ہو جائے۔ یہ ایک ایسا فطری کشش ہے جسے کوئی بھی سنجیدہ ذہن اپنے اندر محسوس کر سکتا ہے۔ آج کی بڑھتی آبادی میں کسل کو کاٹنے کا بہترین کلی یہی صورت حال مجھ جیسے عام انسانوں کے دلوں میں بھی پیدا ہونے لگتی ہے۔ ایک عجیب قسم کا کھٹکا ہوتا ہے اور ذہن و دماغ کے دریچے میں گردش کرنے لگتا ہے کہ یا الٰہ! کہیں ایک وقت ایسا نہ آ جائے کہ آج کی یہ مادیت گزیدہ نوجوان کل چل کر اپنے ان جاں باز مجاہدین آزادی کو بھی فراموش نہ کر دے۔ ان کے جذکروں سے انھیں نفرت ہی نہ ہونے لگ جائے اور پھر ایک وقت ایسا بھی آ جائے کہ ان سرفروشان وطن جیسا جذبہ اور امنگ و حوصلہ ہی ان سے توقع رکھنا سراب سے زیادہ اہمیت کا حامل نہ ہو۔ (خدا ایسا دن نہ دکھلائے) اور آج کے اس برقی دور انح کے سامنے انھیں آزادی وطن کے حوالے سے مجاہدین آزادی کی یہ پچھی داستانیں بلکل فرضی اور گڑھی ہوئی سی نہ معلوم ہونے لگ جائے۔ ہاں! اور وہ بھی ایک ایسے دور میں جب کہ آج این سی آر سی کے بہانے مملکی سطح پر مڈیل اور ہائی اسکولوں میں راج کتابوں سے مجاہدین آزادی کی داستانیں اور مملکی آزادی کے آثار و شواہد کو مٹانے کی مہم بھی چل چکا ہے آج تو ذات پات کے نام پر ان مجاہدین آزادی سے بھی وہ مذہبی منافرت کا تصور بھی کھیلا جا رہا ہے جس کا انھوں نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔

قارئین! یاد رکھیں کہ جو قوم اپنے اسلاف اور گزشتہ روایات کو بھلا دیتی ہے، تاریخی، اور ذلت و پسپائی اس کا مقدر بن ہی جاتی ہے۔ آج لگتی ہی ایسی قومیں میں جو خوش اس لیے گمنام ہو گئی ہیں کہ انھوں نے اپنے تہذیبی روایات سے آنکھیں پھیر لیں تھیں۔ آج ہمارا، آپ کا، والدین اور گارجین و ذمہ دار وجیہ و تمام افراد کا یہ مشترکہ اخلاقی فریضہ بنتا ہے کہ ہم اور آپ مل کر اپنے سے چھوٹوں، بھائیوں، بہنوں اور آنکھ کے نکڑوں کو ان مجاہدین آزادی کے درسی کارناموں سے روشناس کرائیں۔ ان کے جذکروں پر مشتمل کتابیں خرید کر دیں کہ آج کی یہ ہماری نئی نسل کو اس سے واقف ہو سکے۔ موقع بہ موقع آپ انھیں بلکل سنجیدگی کے ساتھ جو بہادری پر مشتمل قصے اور کہانیاں بھی سنایا کریں اور ساتھ ہی ساتھ اگر بھتی فرصت کے لمحات میسر ہوں تو ان سادہ ذہن بچوں کو آزادی کے آثار و شواہد کی بھی زیارت کرا لائیں؛ تاکہ ان کے دلوں میں بھی ہمت و جزبہ اور امنگ و حوصلہ پروان چڑھ سکے۔ اور خدانا خواستہ پھر کل بھی جب بات آ جائے ملکی تحفظ اور اس کے سلم و سلامتی کی تو یہ بچے دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں بزدلی کا شکار نہ ہوتے پائیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپ انھیں یوم جمہوریہ کے موقع پر اسکول، کالجس اور سرکاری دفاتر میں اپنے ساتھ لے جائیں۔ ان دن مقانی و متعراف کا خاص بھی عام انسانوں کے دلوں میں یہ ڈالیں اور قومی پرچم "ترنگا جھنڈا "لہرانیں تاکہ ان کے ذہن و دماغ میں اس دن کی اہمیت سی طریقے پر راسخ ہو سکے۔

اور ایک دوسری قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ اوجہ چند برسوں سے (جب کہ ہماری آزادی کو ایک طویل عرصہ ہونے کو ہے) کچھ بھگوا پرستوں اور یہاں کی گنگا جمنی تہذیب دشمن عناصر وں کو وطن عزیز کی ترقی ایک آنکھ نہیں بھا رہی ہے۔ وہ ہر لمحہ یہاں کی آپسی بھائی چارگی اور پیار و محبت پر کاری ضرب لگانے کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ آج وہ ایک ایسے طبقہ سے جنھوں نے وطن عزیز کی آزادی میں اہم رول ادا کیا ہے، وفادار وطن ہونے کا ثبوت مانگ رہے ہیں۔ آج انھیں شر پسندوں کی وجہ سے ملک کے تقریباً ہر گوشے میں اقلیتوں پر ایسا خوف و دہشت طاری ہے کہ جس کی وجہ سے ملکی ترقی، جمہوری نظام اور پیار و محبت و گنگا جمنی تہذیب کا شیرازہ بلکل بکھرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اور اس وقت مودی حکومت تو سیاہ قانون لیں آری، این پی آر اور این آر سی اے وغیرہ لا کر کر اپنی ہندو مسلم دشمنی کا بین ثبوت پیش کر دی ہے۔ ملک میں اس وقت ہر طرف ایک بلا کا سناٹا چھا ہوا ہے لوگ سڑکوں پر احتجاج و مظاہرہ کر رہے ہیں، شعبہ معاملیات بالکل کنور ہو کر رہ گیا ہے۔ گزشتہ برسوں میں میں ہر طرف شاہین باغ جیسا منظر دیکھنے کو ملا، کسان آج بھی خودکشی کر رہے ہیں۔ مگر حکومت ہے کہ ان مظاہرین کو جواب دینے اور سیاہ کان واپس لینے کے بجائے وزیر داخلہ امت شاہ، ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں اور وہ ایک قدم بھی نہ ہٹنے کی بات کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر سال جب ۲۶، جنوری کا یادگار دن آتا ہے تو نہ جانے مجھ جیسے عام انسانوں کے دلوں میں یہ ڈائیں اور قومی پرچم "ترنگا جھنڈا "لہرانیں تا کہ ان کے ذہن و دماغ میں اس دن کی اہمیت سی طریقے پر راسخ ہو سکے۔

قارئین! یاد رکھیں کہ جو قوم اپنے اسلاف اور گزشتہ روایات کو بھلا دیتی ہے، تاریخی، اور ذلت و پسپائی اس کا مقدر بن ہی جاتی ہے۔ آج لگتی ہی ایسی قومیں میں جو خوش اس لیے گمنام ہو گئی ہیں کہ انھوں نے اپنے تہذیبی روایات سے آنکھیں پھیر لیں تھیں۔ آج ہمارا، آپ کا، والدین اور گارجین و ذمہ دار وجیہ و تمام افراد کا یہ مشترکہ اخلاقی فریضہ بنتا ہے کہ ہم اور آپ مل کر اپنے سے چھوٹوں، بھائیوں، بہنوں اور آنکھ کے نکڑوں کو ان مجاہدین آزادی کے درسی کارناموں سے روشناس کرائیں۔ ان کے جذکروں پر مشتمل کتابیں خرید کر دیں کہ آج کی یہ ہماری نئی نسل کو اس سے واقف ہو سکے۔ موقع بہ موقع آپ انھیں بلکل سنجیدگی کے ساتھ زیارت کرا لائیں؛ تاکہ ان کے دلوں میں بھی ہمت و جزبہ اور امنگ و حوصلہ پروان چڑھ سکے۔ اور خدانا خواستہ پھر کل بھی جب بات آ جائے ملکی تحفظ اور اس کے سلم و سلامتی کی تو یہ بچے دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں بزدلی کا شکار نہ ہوتے پائیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپ انھیں یوم جمہوریہ کے موقع پر اسکول، کالجس اور سرکاری دفاتر میں اپنے ساتھ لے جائیں۔ ان دن مقانی و متعراف کا خاص بھی عام انسانوں کے دلوں میں یہ ڈالیں اور قومی پرچم "ترنگا جھنڈا "لہرانیں تا کہ ان کے ذہن و دماغ میں اس دن کی اہمیت سی طریقے پر راسخ ہو سکے۔ آج ہمارا ملک مجموعی طور پر آزاد اور خود مختار ہو رہا ہے جہاں ہر تو خوشیوں کا داخلہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی سچی نومیت کی آزادی کی گزر بسر۔ بے چارے محنت کش عوام، جو خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں، اسے اپنی کمائی اور بھر پور محنت کا مکمل صلہ بھی نہیں مل پاتا۔ ہر طرف سے مہنگائی کی مار میں اگر کوئی دھکا بھی کھاتے ہیں تو وہ بے چارے غریب ہی ہوا کرتے ہیں۔ چند برسوں پہلے بینک کی قطاروں میں اگر کسی کی جان بلکان بھی ہوتی ہے تو وہ بھی ان مزدوروں اور کسانوں کی نصیب میں آئی ہے اور جی ایس ٹی کی فہر تو اس پر مستزاد۔

اور! چھوڑیں یہ تو ایک الگ ہی نومیت کا مسئلہ ہو گیا۔ آج کی اس سوشل میڈیا پائی اور جدید کمالوجی کے دور میں جب کہ ہر پوار معاشرہ، اس کی چھوٹ میں آ گیا ہو، کیا ہے اور کیا ہو رہے۔ ہر ایک افراد کا دن رات اس کی نمبینیوں میں گم رہنا آپ کو ایک عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا کر دینے کے لیے کافی ہے۔ جب ایک گھر میں رہ رہے تمام افراد کا ذہن کسی ضروری امر سے ہٹ کر کسی غیر ضروری چیز پر مرتکز ہو جائے تو پھر اس ضروری شئی کو کے کر انسانی طبیعت گھبرانے سی لگتی ہے کہ یہیں یہ ضروری امر بلکل فراموش اور حاشیہ ذہن سے محل نہ ہو جائے۔ یہ ایک ایسا فطری کشش ہے جسے کوئی بھی سنجیدہ ذہن اپنے اندر محسوس کر سکتا ہے۔ آج کی بڑھتی آبادی میں کسل کو کاٹنے کا بہترین کلی یہی صورت حال مجھ جیسے عام انسانوں کے دلوں میں بھی پیدا ہونے لگتی ہے۔ ایک عجیب قسم کا کھٹکا ہوتا ہے اور ذہن و دماغ کے دریچے میں گردش کرنے لگتا ہے کہ یا الٰہ! کہیں ایک وقت ایسا نہ آ جائے کہ آج کی یہ مادیت گزیدہ نوجوان کل چل کر اپنے ان جاں باز مجاہدین آزادی کو بھی فراموش نہ کر دے۔ ان کے جذکروں سے انھیں نفرت ہی نہ ہونے لگ جائے اور پھر ایک وقت ایسا بھی آ جائے کہ ان سرفروشان وطن جیسا جذبہ اور امنگ و حوصلہ ہی ان سے توقع رکھنا سراب سے زیادہ اہمیت کا حامل نہ ہو۔ (خدا ایسا دن نہ دکھلائے) اور آج کے اس برقی دور انح کے سامنے انھیں آزادی وطن کے حوالے سے مجاہدین آزادی کی یہ پچھی داستانیں بلکل فرضی اور گڑھی ہوئی سی نہ معلوم ہونے لگ جائے۔ ہاں! اور وہ بھی ایک ایسے دور میں جب کہ آج این سی آر سی کے بہانے مملکی سطح پر مڈیل اور ہائی اسکولوں میں راج کتابوں سے مجاہدین آزادی کی داستانیں اور مملکی آزادی کے آثار و شواہد کو مٹانے کی مہم بھی چل چکا ہے آج تو ذات پات کے نام پر ان مجاہدین آزادی سے بھی وہ مذہبی منافرت کا تصور بھی نہیں کیا ہوگا

ملک میں اچھی طرز حکمرانی کے لیے مرکز اور ریاستوں کو ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت

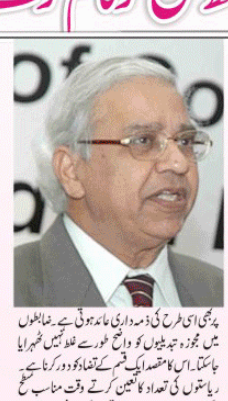

بی کے چترویدی
سابق کابینہ سیکریٹری

میڈیا میں عالیہ ایسی کئی پوسٹیں سامنے آئی ہیں، جس میں مرکزی سرکار کے مختلف محکموں پر آئی اے ایس افسران کی کمی کو پورا کرنے کی لئے آئی اے ایس خدمات فنائلوں میں ترمیم کے بھارت سرکار کے مجوزہ اقدام کو لے کر کئی ریاستی سرکاروں کی سنگین تشویش کا ذکر ہے۔ موجودہ حالات کے تحت، ریاستوں سے افسران رضاکارانہ طور سے مرکزی ڈپیٹیشن کے متبادل چنتے ہیں۔ مرکز ان افسروں میں سے خالی عہدوں کے لئے باعتقریب تشکیل میں خالی ہونے والے عہدوں کے لئے انتخاب کرتا ہے۔ ایسا کرتے وقت مرکز افسر کے ماضی کے تجربے کی بنیاد پر اس کی تقرری پر غور کرتا ہے۔ ایک بار انتخاب کو حتمی شکل دینے کے بعد ریاستی سرکار سے متعلق افسروں کو کام سے سبکدوش کرنے کی اپیل کرتے ہوئے حکم جاری کئے جاتے ہیں۔ ہر ریاست کا ایک مقررہ کوٹہ ہوتا ہے، جس سے زیادہ اس کے افسران کو مرکز کے ذریعہ قبول پر غور کرتا ہے۔ ایک بار انتخاب کو حتمی شکل دینے کے بعد ریاستی سرکار سے متعلق افسروں کی تعداد میں بتدریج کمی آتی ہے۔ 60 کی دہائی میں جہاں انڈر سکریٹری سطح پر بھی کمی آتی اسے ایس افسران ہوتے تھے، وہیں حال میں مرکزی سرکار کے لئے جوائنٹ سکریٹری سطح پر بھی کافی تعداد میں افسروں کا مستقل ہوتا جارہا ہے۔ عام طور پر ریاستوں کی کل سینئر کی تعداد میں سے لگبھگ 25 سے 30 فیصد افسران مرکزی ڈپیٹیشن پر ہوا کرتے تھے۔ فی الحال مختلف مرکزی وزارتوں میں 10 فیصد سے کم افسران کام کر رہے ہیں۔ کچھ پڑوسی کے مطابق اتر پردیش، بہار، اڈیشہ، تمل ناڈو اور کیرالہ جیسی ریاستوں میں یہ تعداد 8 سے 15 فیصد کے درمیان ہے۔ مرکزی ڈپیٹیشن پر جانے کے لئے پہلے افسروں میں ایک بڑھوا کرتا تھا۔ اسے افسر کی اہلیت کی شکل میں دیکھا جاتا تھا۔ انتخاب کا عمل شکل تبدیلی کا شکار ہوا ہے۔ پچھلی ریاستوں کے افسروں کی اس عدم دستیابی کی ایک وجہ تربیت کی دہائی پہلے کے کچھ سالوں میں افسروں کی ناکافی بھرتی تھی، لیکن ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ریاستوں کے پاس بہتر خدمات کی شرائط ہیں۔ حالانکہ فنائلوں میں کسی بھی طرح کی تبدیلی سے پہلے یہ یقینی بنایا جانا چاہئے کہ مرکز اور ریاستوں میں افسروں کی کمی میں توازن رہے۔ اگر ریاست میں افسروں کی کمی ہے تو مرکز کو اسے قبول کرنا چاہئے اور سال کے ابتدا میں ریاست کے ساتھ ایک مناسب انتظام کرنا چاہئے۔ ریاستوں پر بھی اسی طرح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ضابطوں میں مجوزہ تبدیلیوں کو واضح طور سے غلط نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اس کا مقصد ایک قسم کے تعاون کو رکنا ہے۔ ریاستوں کی تعداد کا تعین کرتے وقت مناسب سطح کے کام انجام دینے والے تقریباً 40 فیصد عہدے مرکزی ڈپیٹیشن کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ اس لیے مرکز کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک یقینی تعداد میں عہدوں کو تفویض کیے جانے کے بارے میں ریاستوں کے لئے تقرری اور منظور شدہ عمل سے متعلق ایک اندرونی انتظام موجود ہے۔ ماضی میں ہونی ناکافی بھرتیوں کے پیش نظر ضابطوں میں مجوزہ تبدیلی مرکز اور ریاستوں کے درمیان اس کمی کو عام طور سے مشترک کرنے کی گنجائش فراہم کرتا ہے، لیکن خالی اسامیوں کو وقت پر پُر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے مقررہ وقت سے جڑی ایک تجویز بھی ہے، جس معیاد کے اندر ریاستوں کو جواب دینا چاہئے اور ڈپیٹیشن کے لئے منتخب کیے گئے افسروں کو عام سے فارغ کرنا چاہئے۔ حالانکہ ریاستوں کی بھی بہت سی پریشانیاں ہیں، جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ واضح طور سے سمجھنا ہوگا کہ ریاستوں کے ساتھ گفتگو کے دوران جب وہ اُن افسروں کی فہرست دیتے ہیں، جنہیں وہ مرکزی ڈپیٹیشن کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں تو یہ غلط فہمی کی تجویز ہوگی۔ یہ تجویز ریاست کی اپنی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر ہوگی اور پھر ماضی میں ہوئی بھرتی میں کمی کو عام طور سے مشترک کرتے ہوئے مرکزی ڈپیٹیشن کے لئے ناموں کی پیشکش کی جائے گی۔ مرکزی ڈپیٹیشن کے لئے بھیجے جانے والے افسروں کی فہرست تیار کرنے میں مرکز کا کوئی رول نہیں ہوگا۔ مرکز اگر کسی افسر کو چاہتا ہے تو وہ ریاست کو تجویز پیش کرے گا۔ اگر دونوں متفق ہوتے ہیں تو مذکورہ افسر کو مرکزی ڈپیٹیشن پر رکھا جائے گا۔ اگر ریاست ڈپیٹیشن کے لئے اُس افسر کے نام کی تجویز نہیں دینا چاہتا تو کیڈر کے ضابطوں کے تحت اس سلسلے میں اختیار رکھنے کے باوجود وہ مرکز کے خیالات کا احترام کرے گا۔ ماضی کے تجربے سے یہ بتہ چلتا ہے کہ مرکز کے ذریعہ اپنی شیڈیتوں کا ایسا استعمال نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔ کیڈر مینجمنٹ کے سلسلے میں اس کے نتیجے اچھے نہیں ہوتے ہیں۔ مرکزی سرکار کو یہ سمجھنا ہوگا کہ کیڈر مینجمنٹ کی شاندار کامیابی کو یقینی بناتے ہوئے ڈپٹی سکریٹری اور ڈائریکٹر سطح کے افسروں کے لئے کام کے حالات کو بہتر کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر بڑی تعداد میں افسر اپنی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور مرکزی ڈپیٹیشن کا متبادل چنتے ہیں تو یہ ایک بازار پر دھاوا ماں دلوں کے ذہن میں یہ سوال گھر کر دیتا ہے اور اس متعلق ذہنی پریشانی میں بھی مبتلا کر دیتا ہے کہ ایسی تھیتیوں خاک کی صحت میں رہتے رہتے خود بھی خاک میں مل گئیں، ایک ایسی خاک کہ جس سے اب کوئی شگوفہ نہیں پھوٹے گا یہ ایک ایسے قافلہ اور ناکے کے شرفا کے حوالے سے کہ جن کے قدموں کے نشان اب مٹ چکے ہیں لیکن جو یاد میں اب تک باقی ہیں وہ اتنی کم بھی نہیں ہیں جن سے ستون اور منزلوں کا پتہ نہ ملے۔ یہ وہ قوم مٹت سے جھن جانے والے شخصی کی ذہنی تصویر پیش کرتا ہے جو آج کے افراد کو یہ احساس دلا جاتا ہے کہ دیسی کیسی عظیم ہستی سے محروم کیے جا چکے ہیں جس کا ازالہ آج ممکن نہ نہیں لیکن افراد اس کی تعبیر بنے بیٹھے ہیں۔

دائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جستجو ہماری یہی ہے کہ اب جیسے بھی ہو اس نشانیوں کو نئے شعور کے دامن میں یوں ذحاب لیا جائے کہ اب بوڑھی جھوٹی لاحرے گزرے اور نہ ان پگڈنڈیوں پر کوئی نئی لگھا اس کے بیچ نہ ایسے ہی موقعہ پر کہا ہے: آنے والی نسلیں اُنہیں حصول سکیں ناممکن سے تشنگی قدم کے مٹتے مٹتے رہ گزر بن جائیں گے ماضی بھی نہیں مرتا، وہ خاک میں مٹتے مٹتے بھی اپنے فکر وفن اور علم و ہنر کا خزانہ اس کے حوالے کر جاتا ہے اور نہیں یہ یاد دلا جاتا ہے کہ: خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں یادوں کی بازتشت خواہوں سر اوہوں سے کہ نہیں کے ہم یاد کریں اور کے فراموش کریں۔ اوج ہم مجتہد محمد علی مرحوم کو بھی تنہائی میں بھی دوستوں کی محفلوں میں یاد کر رہے ہیں کیا یہ جیسے کہ وہ خاموشی سے اپنا کہہ رہا ہو، ہم سے کہہ یہ یقین دلانا مشکل ہے ایسے ساتھوں پر کچھ گفتگو بھی موجب روایت تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس کی کیفیات و احساسات کبھی نہیں ہوتی محمد علی صاحب خالص تخلیق مزاج کے ایک منفرد شخص تھے، جنہوں نے پڑھنے لکھنے کے ساتھ ساتھ تخلیقی شعبوں میں اپنا نشش بہت کیا اور اپنی ایک الگ پہچان بنائی تھی۔ اپنی طالب علمی کے زمانے سے ہی کہانیاں اور افسانے لکھا کرتے تھے اور اپنے

ڈاکٹر علی منظور بیگ، رانچی

قصہ اتنا پرانا نہیں اور نہ وہ پارس کی بات ہے کہ یہ کہتے ہوئے تھا آنکھ کرتا ہوں، یہ اس زمانے کی بات ہے جب میرا ہمدم دیرینہ محمد علی بحیثیت سی ڈی پی او تینوں اپنے عہدے پر سرفراز تھے، کھوشہ پرند، انسان دشمن نے آج ہی کے دن بارہ سال قبل، بتاریخ 26 جنوری 2010 شام ان کی سرکاری رہائش گاہ پر گولی مار کر انہیں ابدی نیند سلا دیا تھا، ایک ایسے حوصلہ مند صاحب کردار، اعلیٰ کو آج ان کی وفات کے بارہ سال گزر جانے پر اپنے دل کی دھڑکنیں نذر کرتا ہوں۔

مرحوم محمد علی صاحب کی یاد میں اکثر و بیشتر ذہن و دل کو جھنجھوڑ دیتی ہیں، ان کے قبل از وقت اس جہاں سے رخصت ہو جانے کا سانحہ تربت ماضی میں دفنی تو کیے جا چکے ہیں لیکن ان کا اس طرح چلے جانا، یاد و حساس دلوں کے ذہن میں یہ سوال گھر کر دیتا ہے اور اس متعلق ذہنی پریشانی میں بھی مبتلا کر دیتا ہے کہ ایسی شخصیتیں خاک کی صحت میں رہتے رہتے خود بھی خاک میں مل گئیں، ایک ایسی خاک کہ جس سے اب کوئی شگوفہ نہیں پھوٹے گا یہ ایک ایسے قافلہ اور ناکے کے شرفا کے حوالے سے کہ جن کے قدموں کے نشان اب مٹ چکے ہیں لیکن جو یاد میں اب تک باقی ہیں وہ اتنی کم بھی نہیں ہیں جن سے ستون اور منزلوں کا پتہ نہ ملے۔ یہ وہ قوم مٹت سے محروم کیے جا چکے ہیں کہ جن کا ازالہ ممکن نہیں لیکن افراد ان کی تعبیر بنے بیٹھے ہیں۔

دائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جستجو ہماری یہی ہے کہ اب جیسے بھی ہو ان نشانیوں کو نئے شعور کے دامن میں یوں ذحاب لیا جائے کہ اب بوڑھی جھوٹی لاحرے گزرے اور نہ ان پگڈنڈیوں پر کوئی نئی لگھا اس کے بیچ نہ ایسے ہی موقعہ پر کہا ہے: آنے والی نسلیں اُنہیں حصول سکیں ناممکن سے تشنگی قدم کے مٹتے مٹتے رہ گزر بن جائیں گے ماضی بھی نہیں مرتا، وہ خاک میں مٹتے مٹتے بھی اپنے فکر وفن اور علم و ہنر کا خزانہ اس کے حوالے کر جاتا ہے اور نہیں یہ یاد دلا جاتا ہے کہ: خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں یادوں کی بازتشت خواہوں سر اوہوں سے کہ نہیں کے ہم یاد کریں اور کے فراموش کریں۔ اوج ہم مجتہد محمد علی مرحوم کو بھی تنہائی میں بھی دوستوں کی محفلوں میں یاد کر رہے ہیں کیا یہ جیسے کہ وہ خاموشی سے اپنا کہہ رہا ہو، ہم سے کہہ یہ یقین دلانا مشکل ہے ایسے ساتھوں پر کچھ گفتگو بھی موجب روایت تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس کی کیفیات و احساسات کبھی نہیں ہوتی محمد علی صاحب خالص تخلیقی مزاج کے ایک منفرد شخص تھے، جنہوں نے پڑھنے لکھنے کے ساتھ ساتھ تخلیقی شعبوں میں اپنا نشش بہت کیا اور اپنی ایک الگ پہچان بنائی تھی۔ اپنی طالب علمی کے زمانے سے ہی کہانیاں اور افسانے لکھا کرتے تھے اور اپنے

آج ایک اور برس بیت گئے اس کے بغیر

محمد علی مرحوم سی ڈی پی او

وقت کے مشہور اخبارات جیسنی دنیا، آواز دیگر، سائل جوبارہ میں الف بے، جیسے کئی نام ہوت سے چھپا کرتے تھے مگر گوناگوں سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مذمت خلق میں دوسروں کے لیے قابل قدر نمونہ چھوڑا ہے۔ آپ ایک اہل ارادہ رکھنے والے ایسے افسر تھے جن کی جرأت مندی اور بے باکی محکمے کے اعلیٰ افسران کو بھی ناظر میں نہیں لاتی تھی، آپ کی بااصول اور پاکیزہ زندگی نے آپ کو ہر طرف مقبول اور ہر دل عزیز بنایا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کی وفات پر تین دنوں تک اس علاقے کے سرکاری، غیر سرکاری دفاتر دکانیں اور بازاروں نے ان کی موت کے غم میں بند رکھے تھے آپ جن نیک مقاصد کو لے کر پرخار راہوں پر گامزن تھے ان کے حصول میں جسم کا ناخترہ ہوتا ہے مگر روح کا نہیں ہے ان کے دوآب کو طالب علمی کے زمانے سے لیکر تمام مصروفیات زندگی کو بڑے قریب سے دیکھا، اب ایک کلی کتاب کی طرح تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا، دوستوں اور رشتہ داروں سے خلوص تواضع اور انکساری کے ساتھ ملتے، ہم عصروں کے ساتھ ملتے تو اسے ساتھ ہو جایا کرتے۔ خوب قہقہہ لگاتے دیکھنے والوں کو یہ گمان ہوتا کہ کچھ کسی غم نے انہیں چھوا بھی ہو گا مگر ان تمام مصاعدری اور تجربوں کے پس پردہ ایک فکر مند انسان بن رہی زندگیوں کا بوجھ تھا، آپ نے نہ صرف اپنے دودست، کنبہ کے ضرورت مندوں کی کفالت کی بلکہ اپنے دشمنوں کے سارے گھرانے کو ہر طرح سے اپنا تعاون پیش کیا، جس میں بچے بچیوں کی شادی سے لے کر گھروں کی تعمیر اور روزمرہ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ خوش کہ سلسلہ یہیں تک محدود نہیں رہا بلکہ مرحوم نے اس سے آگے بھی جو کام کیا وہ ایک تاریخ ہے، جب آپ رانچی آتے تو ان کے ہمراہ بھی ساتھ ہوتے، لوگوں سے ملاقاتوں میں مرتوم شیخ اللہ شفیع رانچوی، سائل دیوانہ اور دانہ پانی دکان" سب بک بک ڈپو" جہاں رانچی و دیگر جگہوں سے اوب آواز اپنی کتابیں طبع کے سامان ضرور فریدہ کرے جاتے۔ شام ڈھلے رانچی کے تین سرمت شخصیت ڈاکٹر سید علی تھیں، پرکاش فکری اور ڈاکٹر وشاکھا دتی ان کی دکان پر ضرور اپنی حاضری دیتے تھے ازم اس شہر کی فضا نے ان تین بڑے شاعروں کو وشاس ضرور کیا ہے کی پہچان کی نو آواز رکھنے والے شاعروں کے زمرے میں ہوتی ہے، یہ تینوں تقریباً ساتھ ساتھ تھے اور بے فکری کا نمونہ بن کر لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے رہے، ان کی یہ کثرت اور پاسی خلوص دیکھنے والوں کو یہی تاثر دیتا کہ بے فکری کی زندگی قہقہے کافی، تمسخر اڑانی لوگی گزر جاتی ہے، ان تینوں میں یہ مشترکہ صفت نہیں یا کچھ اور کہ اپنے بعد یکساں اہمیت رکھنے والے یا نومشقوں کا موجود ہونا وقت کی اہم ضرورت رہا یا اور ہی اس پر توجہ دی، جہاں ہی ان کی نوک جھونک کا خوب مزہ لیتے، دو پہر کو ڈاکٹر کھیتی مرغ ناراوان خمار، حمزہ پوری کی دکان پر گھومتے تھے ہمراہ نہ ونشریف لاتے دیں بزرگ صحافی خورشید پرویز صدیقی بھی آ گھمکتے۔ اللہ انہیں صحت مند رکھے اور عمر غضری عطا فرمائیں: یاں دلا دان دار تمنا جہاں آسمن باد۔

جناب خورشید پرویز کی سواری کھنے سے اپنے دفتر روزنامہ" فاروقی تعلیم" تک پہنچتے پہنچتے کم از کم دو جگہ رکنا پڑتا، پچھلے ہاوان دوائی دکان پر آ کیجن تھیں جہاں ہمارے دھوال چھوڑی کے لیے مہر بند سعید سلمہ کی دکان تک پہنچتی، چھوڑ دیدی ان کا پڑاؤ رانچی ہاں گھیوں پر ذوق علم تھیں ان کے ہر حلقہ درس میں لے جاتا، اس طرح ہمارے ذہنوں کی جس طرح آبیاری و تربیت ہوتی وہ ہم سب کے لیے متاع عزیز کی حیثیت رکھتی تھی بھی تھی تفریح کے ساتھ ساتھ بھی ہوتے کیوں کہ ہم سب مشنگ ذہنوں میں مجھ ادھر ادھر کی ہوا نہیں کھوشکار ہا رکی تھیں، اب اسے ان شخصیتوں کا نامہ کہیں یا مجھ اور حقیقت ہی ہے کہ یہی سے ان کا اختلاف شخصی ذاتی رہ کر رہا جاتا، دوائی دکان کیجن بتایا، یہ کیسی خوبی ہے جو مخالفین کے لب مہر بند دیتی ہے، یا شکایت کو ہوا بنا کر دیتی ہے مرحوم جناب محمد علی صاحب کے حوالے سے بہت سی باتیں ذہن میں محفوظ ہیں جن میں جناب فرقان احمد صبا، دینی وطنیر آنجمیر رانچی، جناب عبدالسلام صاحب آڈیٹر اسے۔ یہ دونوں اب اس دنیا میں نہیں رہے، جناب محسن اختر معروف بنام امان وکیل، پروفیسر یوسف اختر، ڈاکٹر انور اپرنج، بتان صاحب شہر رانچی کے ایک گمنام شاعر جناب اظہر کمیل صاحب جن سے علی صاحب والہانہ محبت و احترام رکھتے تھے وہ جب بھی سر راہ ملتے ان کی ہایت قلب کا اسلام اور ان کا مسعود اتیار کر کھوتا ہوں اور تیشوں میں تقسیم بھی کر دیا کرتے تھے محترم رضوان مسار اور بشیر چہاں نیل صاحب کو بڑے عزیز تھے بھائی سید نثیر قواب ہیں رہے اور بھی بہت سے ملک عدم کو سدھار گئے، کاٹیں ٹن میں جو بچے کچھ رہ گئے تھے اسے کووڈ کے مرض نے منقطر کر دیا، جو وہ کچھ دو پتلے پلانے کو تیار تھے ہیں۔ ایک دوست آنے والا ہے کو کوئی نہ بتانے والا بھی نہ رہے گا لگرفاں کا مکان کہاں ہے یاد دہانی مرفون ہیں، یہی حق تھا کہ ہم سوالات کے دنیا کے اس علم ستانے میں کون رہا ہے جو وہ اور اس کی شان باقی ہے، تب کون ہو گا جو حقیقت کے افسانے بیاں کرے گا وہ شہر اب کہاں جس کے گرد خندق کا اشارہ ہوا گا، کیوں کہ اب وہ تو مع باقی ہے اور وہ دیوانے ہے جن کو جنوری کی چھبیس تاریخ سے مرحوم محمد علی کا دن جہاں سے گزرے پورے بارہ سال ہو گئے مگر اور تھا لمنہ کا ران کے قاتلوں کا اب تک سراغ نہیں پا سکی ہے، کیوں کہ وہ ایک دیوہ زیب آدمی تھا، ملک پرانے بوسیدہ لباس، معمولی چپل پہنے وہاں ایک معمولی سا کے قاتلوں کی تلاش کون اور کیوں کرے۔ یہی غم ہے جو اب تک مرحوم کا غریبانہ کھوٹی کی طرح اب تک ستارہ رکھتا ہے، ان کا ذہن قابو میں نہیں رہتا دل تو محمد علی کے ساتھ ہی دفن ہو گیا تھا، ان کے تو حوصلے اب تک پست نہیں ہوئے ہیں، یہی وجہ تھی جب ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں پھر یہ خیال تسکین قلب کا درجہ بن جاتا ہے کہ زندگی کی تمہیں قابل میں چاک ہو جاتے تو ہو جاتے لیکن انسان کے اندوکر کی فنا نہیں ہوتے!

26 جنوری بھارت کا ایک یادگار دن

مفتی محمد جمال الدین قاسمی
آل انڈیا ملی کونسل بہار، جھارکھنڈ شریف پٹنہ
رابطہ نمبر: 6201800479

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں دو دن انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، ایک 15/ اگست جس میں ملک انگریز کے چنگل سے آزاد ہوا دوسرا 26/ جنوری جس میں ملک جمہوری ہوا یعنی اپنے ملک میں اپنے اوپر قانون لا گو اور نافذ ہوا۔

26 جنوری کی اہمیت یہ ہے کہ حکومت ہند ایکٹ 1935ء سے ہٹا تھا تمام ان کو منسوخ کر کے آئین ہند کا نفاذ عمل میں آیا دو نومبر اسمبلی نے آئین ہند کو 26 نومبر 1949ء کو اندو پہلا دو 26 جنوری 1950ء کو تنفیذ کی اجازت دے دی۔ آئین ہند کی تنفیذ سے بھارت میں جمہوری طرز حکومت کا آغاز ہوا، آزاد ہندوستان کا اپنا دستور (قانون) بنانے کے لئے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی صدارت میں 29 اگست 1947ء کو سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، جس کو ملک کا موجود دستور مرتب کرنے میں دو سال 11 ماہ اور 18 دن لگے تھے، دستور ساز اسمبلی کے مختلف اجلاس میں اس سے دستور کی ہر ایک شق پر کھلی بحث ہوئی، پھر 26 نومبر 1949ء اسے قبول کر لیا گیا اور 24 جنوری 1950ء کو ایک مختصر اجلاس میں تمام ارکان نے نئے دستور پر دستخط کر دیا بلاشبہ مولانا حسرت موہانی نے مخالفت کرتے ہوئے دستور کے ذرائف پر ایک رپٹ لکھا کہ یہ دستور برطانوی دستور کا بلا ارادہ توسیع ہے، جس سے آزاد ہندوستانیوں اور آزاد ہند کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ہر حال 26 جنوری 1950ء کو اس نئے قانون لاگو کر کے ملک بھر میں پہلا، یوم جمہوریہ، منایا گیا اس طرح ہر سال 26 جنوری، یوم جمہوریہ، کے دن کے طور پر پورے ملک میں جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے اور 15 اگست 1947ء کی طرح یہ تاریخ بھی ملک کا قومی اور یادگاری دن بن گیا ہے 26 جنوری جشن کے طور پر یہاں مناتے ہیں، تو آیئے تاریخ کے اوراق کا مشاہدہ کرتے ہیں، جشن یا کیا دن ہندوستانیوں کو یونہی نہیں ملا، اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں دینی پڑی، لاکھوں جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑی، میں تب جا کر 26 جنوری کو جشن منانے کا یہ زریں موقعہ ہم ہندوستانیوں کو نصیب ہوا ہے، انگریزوں کا پہلا قافلہ 1601ء میں دور جہانگیری میں ہی ہندوستان آیا تھا اس حساب سے ہندوستان سے انگریزوں کا انخلاء 1947ء میں 346 سال بعد ہوا اس دوران ظلم و بربریت کی ایک طویل داستان لکھی گئی تھی، جس کا ہر صفحہ ہندوستانیوں کے خون سے لالزار ہے، جذبہ آزادی سے سرشار اور ہر پہلو پلا ہوا کروٹوں عروج اور اپنی تہذیب وتمدن کی بقاء کیلئے بے خطر آتش نمرودی میں کودنے والوں میں مسلمان پیش پیش تھے جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں اگر الگ کر دی جائیں تو ہندوستان کی آزادی کی تاریخ بھی مختل ہو جاتی۔ آزادی ملنے کے بعد سب سے بڑا مسئلہ یہ الجھا کہ ملک کا دستور کیسا ہو، ہندوستان جو ہمالیہ تہذیبی اقلیت واکثریت کے درمیان متفوق کس طرح طے کیے جائیں، چنانچہ آئین ہند کے ابتداء سے ہی صاف صاف لکھا جاچکا ہے کہ ہم ہندوستانی عوام یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ایک آزاد سماجوادی جمہوری ملک کی حیثیت سے وجود میں لایا جائے، جس میں تمام شہریوں کیلئے سماجی معاشی، سیاسی، انصاف، آزادہ خیال، آزادی اظہار رائے، آزادہ عقیدہ ومذہب وعبادات، انفرادی شخص، اور احترام کو یقینی بنایا جائے گا اور ملک کی سالمیت و یکجہتی کو قائم ودائم رکھا جائیگا آزادی کے بعد ملک میں سیکولر جمہوری نظام نافذ کرانے میں جمعیت علماء ہند کے رول کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، جمعیت علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے بحیثیت رکن دستور ساز اسمبلی میں اقلیتوں کو مراعات دلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، 1971ء میں اندرا گاندھی نے دستور کے اسی ابتدایہ میں لفظ سیکولر، کا اضافہ کیا جسکا ہندوستانی جمہوری نظام ایک بہترین نظام ہے اس میں مختلف افکار، خیالات، اور تہذیب وتمدن کے لوگ بستے ہیں، اور یہی مختلف زاویہ کی تہذیب یہاں کی پہچان ہے، 26 جنوری کا اسی مہاوری دستور واتمین کی تائید میں اور کثیر المذاہب ملک ہونے کے باوجود باہمی یکجہتی اور میل جول کے اس عظیم ملک ہندوستان کی جمہوریت پرناز کرنے کیلئے 26 جنوری کا یہ جشن جمہوریت، منا کر شہریان ملک اور آئین کے پابندین وہ تین اور ملک کی آزادی میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے مجاہدین آزادی کو بہترین خراج عقیدت پیش کی جاتی ہے، انگریزوں نے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ 1601ء میں تجارت کی غرض سے ہندوستان آیا تھا اس وقت ہندوستان میں جہانگیر بادشاہ کی حکومت تھی (یا کہہ بادشاہ کا راج کا تھا اس کا اصل نام سلیم نورالدین اور لقب جہانگیر تھا) انگریزوں کو بالقابہ تجارت کی اجازت جہانگیر کے دربار سے لڑکے شاہزم (شاہجہاں) نے دی تھی، رفتہ رفتہ ان پہنچی نے تجارت کی آڑ میں اپنی فوجی طاقتوں میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا (یعنی مال کی جگہ ہتھیار اور ملازم کی آڑ میں فوجیوں و انگلستان سے بلاتا شروع کر دیا تھا) مگر وہی میں مغلیہ سلطنت اپنے قدر مضبوط تھے، انگریزوں کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی بادشاہوں کے دوسرے لڑکے اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کمزور ہونے لگی، اٹھارہویں صدی میں مغلیہ سلطنت کی عظمت کا سکہ کمزور ہوتے ہی انگریزوں کے عروج کا دور شروع ہوگیا، میدان ہموار ہوا تو انگریزوں نے پورے ملک پر قبضے کا پلان بنایا، ہندوستانیوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا منصوبہ کر لیا، ان کے خطرناک عزائم اور منصوبے کو بھانپ کر سب سے پہلے میدان پلاسی میں جس مرد مجاہد نے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور 1757ء میں جام شہادت نوش کیا، وہ شیر بنگال نواب سراج الدولہ تھا، جو 1799ء میں سرنگاپٹم میں انگریزوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شیر میسور ٹیپو سلطان نے ملک پر جان نچھاور کر دی جس کی شہادت پر انگریز فاتح لارڈ ہارس نے فخر و مسرت کے ساتھ یہ اعلان کیا تھا کہ۔ آج سے ہندوستان ہمارا ہے، 1803ء میں انگریزی فوج دہلی میں فاتحانہ انداز میں داخل ہو اور بادشاہ دہلی شاہ عالم ثانی سے جبراً ایک معاہدہ لکھوایا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم چلتی ہمارا کا یہ بات اس قدر عام ہو گئے کہ لوگ کہنے لگے، حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم، یہ معاہدہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ ہندوستان سے اب اسلامی اقتدار ختم ہو چکا ہے وحشت و بربریت قلم و ستم کی گھنگھور گھٹائیں ہر طرف پھیل گئیں، 1831ء کا بالاکوٹ کی پہاڑی پر لاکر جام شہادت نوش کیا، حیدر حیدرے دیبرے پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف آزادی کی چنگاریاں سلگنے لگی، 1857ء میں علماء کبیر جہاد کا فتوی دیا، اس کی وجہ سے انگریزوں کے خلاف معرکہ کارزار ایک بار پھر گرم ہوگیا، دوسری طرف انگریزی فوجیں پورے ملک میں پھیل چکی تھیں، اور ہندوستان سے مذہبی بیداری و سرکشی ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے مشہور علماء مفتی کفایت اللہ (پادری) کو بھی میدان میں اتارا دیا تھا جب انگریزی فوج کی مسلکی پشت پناہی حاصل تھی، جو جگہ جگہ تقریریں کرتے اور عبادیت کا پرچار کرتے، اسی دوران پنجر کشت کرنے لگی کہ انگریزی حکومت نے ہندو مسلم کا مذہب خراب کرنے کیلئے آئے ہیں کا مسلمانوں کو انگریزی ہندو بھائی بے کتابوں میں گائے اور سور کا گوشت ڈلوایا ہے، ان واقعات نے ہندوستانیوں کے دلوں میں انگریزوں کے خلاف نفرت کی ایک ایسی آگ لگا دی، جس کی وجہ سے انگریزی فوج میں ملازمت کر رہے ہندو مسلم سب نے زبردست احتجاج کیا، کلکتہ سپاہیوں کی جو چنگاریاں اٹھی تھی وہ دیبرے دیبرے پورے ملک میں شعلہ جوالہ بن گئیں، احتجاج کرنے والے سپاہیوں اور اسکے ساتھیوں کو پھانسی دے دی گئی، اور جہاں جہاں احتجاج ہوا اس پر سنچیدگی سے غور کرنے کے بجائے سخت سے سخت کارروائی کی گئیں، احتجاجیوں کی بندوقیں چھین لی گئیں دریاں پھاڑ دی گئیں، 1857ء میں شاملی کے میدان میں مرشد العلماء حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی قیادت میں بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، اور حافظ ضامن شہید محمد اللہ وغیرہم نے انگریزوں سے مردانہ وار مقابلہ کیا، بغاوت پھوٹنے کے بعد یاد تازہ آزادی کے دیوانوں نے دہلی کا رخ کیا، اور پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ دشمن افواج مغلیہ حکومت کا دفاع کرتے رہے، مگر انگریزوں کی منظم فوج کے سامنے آزادی کی یہ جنگ ماند پڑ گئی، اور انگریزوں نے 20 ستمبر 1857ء کو لال قلعہ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا، اور سلطنت مغلیہ کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے نگون (برما) جلاوطن کر دیا گیا 1857ء کی جنگ، نے انگریزوں نے غدر کا نام دیا تھا اس جنگ کے ناکام ہونے کے بعد انگریزوں نے ظلم وستم کی ایسی بھیانک گرائیں کہ جس کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہیں، جنگ آزادی میں سب سے پیش پیش مسلمان اور علماء تھے، اس لئے بدلہ بھی چن چن کر سب سے زیادہ انہیں سے لیا گیا، دلی سے لاہور تک کو درخت ایسا نہیں تھی، 40 ہزار سے زائد علماء کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا تھا، 30 اُنہی 1866ء حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور اسکے ساتھیوں نے دیوبند میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو آگے چل کر، دارالعلوم دیوبند، کے نام سے پورے عالم میں مشہور ہوا، 1878ء میں اسی دور سکہ کے ایک فرزند مولانا محمود حسن دیوبندی جو آگے چل کر، شیخ الہند، کے لقب سے مشہور ہوئے تحریک ریشمی رومال یا تحریک شیخ الہند، بزبان حکومت برٹش، ریشمی خطوط سازش کیس، انہیں کی پالیسی کا حصہ تھی، ثمرۃ التربیت، کے نام سے ایک انجمن قائم کی گئی جس کا مقصد انقلابی مجاہدین تیار کرنا تھا، اور 1911ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی کلکتہ سے، الہلال اخبار، کے ذریعہ آزادی کا صور پھونکا تھا 1915ء میں ریشمی رومال کی تحریک چلی 1916ء میں ہندو مسلم اتحاد کی تحریک چلی 1917ء میں مہاتما گاندھی نے چمپارن میں ڈانڈی مارچ اور نمک ستیہ آگرہ

26 जनवरी
गणतंत्र दिवस
की ढेर सारी मुबारकबाद
26 جنوری یوم جمہوریہ مبارک
https://www.facebook.com/nawab.ranchi
Nawab Chisty Ranchi
सामाजिक कार्यकर्ता

शिबू सोरेन "गुरूजी" जिंदाबाद!
झारखंड मुक्ति मोर्चा जिंदाबाद!!!
हेमंत सोरेन जिंदबाद!
गणतंत्र दिवस के शुभ अवसर पर झारखंड आंदोलनकारी सह जेएमएम नेता आजम अहमद व इस्राइल खालिद की ओर से राज्य वासियों को हार्दिक शुभकामनाएं एवं बधाई "कैसे लिया झारखंड, लड़के लिया और लड़के लेंगे झारखण्डवासियों के लिए मान सम्मान, पहचान व नियोजन"
आजम अहमद
वित्त अध्यक्ष,झारखण्ड
आंदोलनकारी संघर्ष मोर्चा एवं
वरिष्ठ नेता, झामुमो ,झारखण्ड ।

اہل وطن کو
یوم جمہوریہ کی
مبارکباد!
HAPPY REPUBLIC DAY
محمد الیاس مظاہری
خادم جامعہ ھذا
ونائب صدر جمعیۃ علماء گریڈیہ
JAMIA USMAN BIN AFFAN
جامعہ عثمان بن عفان
Mustafabad, Khori Mahua, Rajdhnwar
Giridih-825412 (Jharkhand)

HEALTH CARE MEDICAL
हेल्थ केयर मेडिकल
ہیلتھ کیئر میڈیکل
CHEMISTS & DRUGGIST
DR. SOHAIL AKHTAR
MBBS
General Physician
हड्डी एवं नस रोग विशेषज्ञ
समय : 09:00 a.m. to 10:30 a.m
स्त्री एवं प्रसव रोग विशेषज्ञ
डा० होमा फातमा
DR. HOMA FATMA
M.B.B.S., DGO Aligarh
Obstetrician & Gynaecologist
सोमवार, बृहस्पतिवार एवं शनिवार शाम 5 बजे से 6 बजे तक।
जेनरल फिज़िशियन रोग विशेषज्ञ
डा० डी० एस० गुप्ता
DR. D. S. GUPTA
M.B.B.S., Consultant Physician
प्रतिदिन सोमवार 11 बजे से 1 बजे और 7:30 बजे से 9 बजे तक।
नोट : हमारे यहाँ सभी प्रकार की दवाईयाँ उपलब्ध है।
Add.: Bhuli Raod, Ali Nagar, Wasseypur, Dhanbad
Mob.: 8092638153

سیکوریٹی افواج اور نکسلیوں کے مابین تصادم، سیکڑوں راؤنڈ گولیاں چلی

بوکارو 25 جنوری: بوکارو ضلع کے گومیا تھانہ علاقہ کے انتہائی مکمل متاثرہ وادی جھمرا پہاڑ سے قریب دھندروا جنگل میں سوموار کی رات پولیس اور نکسلیوں کے مابین تصادم ہوگیا۔ سب ڈویژنل پولیس افسر (چرمو) سنیش چندر جھا نے آج یہاں بتایا کہ اطلاع ملی تھی کہ دھندروا جنگل کے پہاڑ پر کچھ نکسلی روپوش ہیں۔ اسی بنیاد پر فوری کاروائی کرتے ہوئے دیر رات بوکارو ضلع پولیس اور مرکزی ریزرو پولیس فورس (سی آر پی ایف) کی 26 ویں بٹالین کے جوانوں نے مشترکہ طور سے نکسلیوں کی گھیرابندی کی۔ مسٹر جھا نے بتایا کہ سکیورٹی افواج کو دیکھتے ہی نکسلیوں نے گولی باری شروع کر دی جس سے جوانوں نے منہ توڑ جواب دیا۔ تصادم میں سکیورٹی افواج کی جانب سے 500 راؤنڈ گولیاں چلائی گئیں۔ حالانکہ، سکیورٹی افواج کو اپنے اوپر بھاری پڑتے دیکھ کر نکسلی اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر فرار ہو گئے۔ تصادم میں کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ہے۔ تصادم کے بعد آج صبح سے جنگل میں پولیس اور سی آر پی ایف کے ذریعہ سرچ آپریشن چلایا جا رہا ہے۔

جشن یوم جمہوریہ مبارک
झारखण्ड छात्र मोर्चा कि ओर से सभी देशवासियों को 73वें गण्तंत्र दिवस की मुबारकबाद।
असद फेराज टिंकू
छात्र नेता (झारखण्ड छात्र मोर्चा)

जشن یوم جمہوریہ مبارک
परवेज आलम गुड्डू
अल्पसंख्यक मोर्चा पूर्व उपाध्यक्ष झारखंड मुक्ति मोर्चा के तरफ से तमाम देशवासियों को गणतंत्र दिवस के शुभ अवसर पर हार्दिक - हार्दिक बधाई और शुभकामनाएँ।

جشن یوم جمہوریہ مبارک
सभी भारत वासियों को
गणतंत्र दिवस
की हार्दिक शुभकामनाएँ
मनीष जयसवाल
विधायक
हजारीबाग

झारखण्ड सरकार
GOVERNMENT OF JHARKHAND
गणतंत्र दिवस
की हार्दिक शुभकामनाएं और जोहार
रमेश बैस
राज्यपाल, झारखण्ड
हेमन्त सोरेन
मुख्यमंत्री, झारखण्ड
आइए, गणतंत्र दिवस के शुभ अवसर पर हम संविधान में निहित आदर्शों और मूल्यों के प्रति अपनी प्रतिबद्धता सुनिश्चित कर देश व लोकतंत्र की प्रगति में योगदान दें।
PR-262472(IPRD)2021-22
सूचना एवं जनसंपर्क विभाग, झारखण्ड सरकार